نصرة

میگزین

نصرة میگزین شمارہ 49

جولائی / اگست 2019

بمطابق ذوالقعدة / ذوالحجة ۱۴۴۰ ہجری

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

(امیر حزب التحریر)

تفسیر سورة البقرة آیت:189

پاکستان کے حکمرانوں نے آئی ایم ایف (IMF) کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے ہیں تاکہ ہمارے وسائل سے استعماری منصوبوں، کمپنیوں اور قرضے دینے والوں کے مفادات کو پورا کیا جائے

پی ٹی آئی پراجیکٹ ناکام ہو گیا ہے۔ اگر اب بھی نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کا وقت نہیں آیا تو کب آئے گا؟

ظلم کے سامنے خاموشی اختیار کرنا اجتماعی فتنے کو دعوت دیتا ہے

جامع الازہر الشریف، حال اور ماضی کے آئینے میں

پاکستان کے پشتون قبائلی علاقوں میں تنازعات کی آگ کو بجھانے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو؟

نصرة

میگزین/ شمارہ 49

جولائی / اگست 2019 بمطابق ذوالقعدۃ/ ذوالحجۃ 1440 ہجری

اس شمارے میں

ایک دیکھ بھال کرنے والی ذمہ دار ریاست کی نگرانی میں چلنے والی معیشت	اداریہ	1
تفسیر سورۃ البقرۃ189	شیخ عطاء بن خلیل ابو الرَشتہ	3
ظلم کے سامنے خاموشی اختیار کرنا اجتماعی فتنے کو دعوت دیتا ہے	مصعب عمیر	5
جامع الازہر الشریف، حال اور ماضی کے آئینے میں	بلال المہاجر	8
پیٹرول کی قیمت100 روپے فی لیٹر سے زیادہ کر کے۔۔۔	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	12
پاکستانی روپے کی گرتی ہوئی قدر اور اس سے پیدا ہونے والی کمر توڑ مہنگائی۔۔۔	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	13
رمضان کے مہینے میں بھی پاکستان کے ہدایت سے محروم حکمران نوید بٹ کی سات سالہ جبری گمشدگی۔۔۔	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	14
حقیقی تبدیلی صرف نبوت کے طریقے پر خلافت کے دوبارہ قیام سے ہی آئے گی	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	15
پاکستان کے پشتون قبائلی علاقوں میں تنازعات کی آگ کو بجھانے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رسّی کو۔۔۔	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	17
پاکستان کے حکمرانوں نے آئی ایم ایف کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے ہیں۔۔۔	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	20
وحدت المطلع اور رمضان کے ہلال کو دیکھنا	سوال وجواب	22
نُصرۃ طلب کرنا اور حزب اس وقت کس مرحلے میں ہے؟	سوال وجواب	25
ترکی کا روس سے ایس-400 میزائل سسٹم خریداری کا معاہدہ اور اس کے نتائج	سوال وجواب	28
پی ٹی آئی پراجیکٹ ناکام ہوگیا ہے۔ اگر اب بھی نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کا وقت نہیں آیا تو کب آئے گا؟	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	36

اداریہ: ایک دیکھ بھال کرنے والی ذمہ دار ریاست کی نگرانی میں چلنے والی معیشت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرمایہ دارانہ نظام میں غربت کے خاتمے اور ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے بڑے پیمانے پر نجکاری کا نسخہ تجویز کیا جاتا ہے۔ یہی وہ موقف ہے جو 10 جون 2019 کو وزیر اعظم کے مشیر برائے مالیات، محاصل اور معاشی امور ڈاکٹر عبد الحفیظ شیخ نے اختیار کیا جب انہوں نے کہا کہ حکومت کی ترجیح "اداروں کو ٹھیک کرنا ہے" اور مزید کہا کہ ہمارے ادارے جیسا کہ توانائی، گیس، اسٹیل، پی آئی اے، ریلویز اور انشورنس وغیرہ کو کئی سال سے کھوکھلا کر دیا گیا ہے"۔ انہوں نے ان اداروں کو "سفید ہاتھی" قرار دیا جبکہ اس صورتحال سے نکلنے کے لیے "مواقع کے متلاشی بیرونی سرمایہ کاروں" کی طرف اشارہ کیا۔

واشنگٹن اتفاق رائے (Washington Consensus) کے اس دور میں عالمی بینک اور آئی ایم ایف "ترقی پزیر ممالک" پر نجی شعبہ کے ذریعے پیداوار بڑھانے پر زور دیتے ہیں۔ اس نقطہ نظر یا بیانیے کو آگے بڑھانے کے لیے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ حکومتی ادارے ریاست کے خزانے کو جونکوں کی طرح چوس رہے ہیں لہٰذا انہیں لازمی طور پر نجی شعبے کے حوالے کر دیا جانا چاہیے۔ یہ دلیل بھی دی جاتی ہے کہ وسیع پیمانے پر کرپشن اور ریاست کی نااہلی ان اداروں کو موثر طور پر چلانے میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ عالمی بینک کا پکا آدمی ہونے کے ناطے یہ کوئی حیران کن بات نہیں کہ ڈاکٹر عبد الحفیظ شیخ نجکاری پر بہت زور دے رہے ہیں۔ لیکن نجکاری کے دیگر پہلو بھی ہیں۔ کئی معاشی تحقیقات میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ نجکاری کے ساتھ کچھ نقصانات اور فوائد دونوں ہی منسلک ہوتے ہیں۔ مشرف کے دور میں انہی ڈاکٹر عبد الحفیظ شیخ نے نجکاری کی مہم چلائی تھی۔ جن اداروں کی اُس وقت نجکاری کی گئی وہ نجکاری سے قبل منافع کما رہے تھے یا یہ کہ نجکاری کے بعد ان اداروں نے زبردست منافع کمانا شروع کر دیا۔ نجکاری کے بعد جو منافع آتا ہے وہ ریاست کے خالی خزانے کو بھرنے کی بجائے نئے مالکان کی جیبوں میں جاتا ہے۔ حقیقت میں کامیاب اداروں کا منافع بالآخر نجی ہاتھوں میں چلا جاتا ہے جن میں سے اکثر ہاتھ غیر ملکی ہوتے ہیں جبکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان اداروں سے جو منافع آتا وہ عام آدمی کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کے لیے ریاست کے خزانے میں آتا۔ لیکن اب ریاست وہ پورا منافع تو حاصل نہیں کر سکتی البتہ اسے صرف اس منافع پر لگنے والے ٹیکس پر ہی اکتفا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن معاملہ یہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ریاست کو لازماً آئی ایم ایف کی ہدایت پر بڑے کاروباروں کو ٹیکس مراعات دینی پڑتی ہیں تا کہ براہِ راست بیرونی سرمایہ کاری (FDI) کے لیے حوصلہ افزا ماحول تیار ہو سکے۔ اس تمام صورتحال میں اصل کامیابی چند نجی سرمایہ کاروں کو حاصل ہوتی ہے جبکہ ناکامی بہت سارے لوگ کا مقدر بنتی ہے، جن میں اکثریت عوام کی ہوتی ہے۔

نجکاری میں کامیاب اداروں کا منافع بالآخر نجی ہاتھوں میں چلا جاتا ہے جن میں سے اکثر ہاتھ غیر ملکی ہوتے ہیں جبکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان اداروں سے جو منافع آتا وہ عام آدمی کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کے لیے ریاست کے خزانے میں آتا۔ لیکن اب ریاست وہ پورا منافع تو حاصل نہیں کر سکتی البتہ اسے صرف اس منافع پر لگنے والے ٹیکس پر ہی اکتفا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن معاملہ یہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ریاست کو لازماً آئی ایم ایف کی ہدایت پر بڑے کاروباروں کو ٹیکس مراعات دینی پڑتی ہیں تا کہ براہِ راست بیرونی سرمایہ کاری (FDI) کے لیے حوصلہ افزا ماحول تیار ہو سکے۔ اس تمام صورتحال میں اصل کامیابی چند نجی سرمایہ کاروں کو حاصل ہوتی ہے جبکہ ناکامی بہت سارے لوگ کا مقدر بنتی ہے، جن میں اکثریت عوام کی ہوتی ہے۔

سرمایہ داریت اور سوشل ازم کے برخلاف اسلام منفرد طریقے سے نجی ملکیت کو محدود کرتا ہے یعنی افراد کو کچھ اشیاء کا مالک بننے سے روک دیتا ہے جبکہ دیگر اشیا کو نہ صرف نجی شعبے میں جانے سے نہیں روکتا بلکہ ان کی مقدار و تعداد پر بھی کوئی قدغن نہیں لگاتا۔ اگر کسی چیز کے نجی ہاتھوں میں جانے سے عوام لازمی طور پر اس چیز سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہو جاتے ہوں تو یہ درست و مناسب ہے کہ

ایک فرد کو اس چیز کا مالکِ مطلق بننے سے روک دیا جائے جیسا کہ توانائی، معدنی ذخائر، عوامی سڑکیں، چوراہے، دریا، سمندر اور ان جیسی دیگر اشیا۔ اس پابندی کا فیصلہ چیز کی نوعیت کو دیکھ کر کیا جاتا ہے۔

اسلام منفرد طریقے سے توانائی اور معدنیات کو نجکاری سے باہر کر دیتا ہے۔ اسلام انہیں عوامی ملکیت قرار دیتا ہے اور اس طرح پورا معاشرہ ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام میں کمپنی کے ڈھانچے سے متعلق احکامات خودبخود ایسے شعبوں میں نجی سیکٹر کے کردار کو محدود کر دیتے ہیں جو بہت بڑے اور وسیع ہوتے ہیں اور جن میں بہت بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کی ضرورت ہوتی ہے ، اس طرح بھاری صنعتوں، ٹیلی کمیونی کیشن، تعمیرات اور ٹرانسپورٹ کے شعبوں میں بنیادی کردار عوامی شعبے (پبلک سیکٹر) کو حاصل ہو جاتا ہے۔ آج کے دور کے برخلاف ریاست خلافت کے سرکاری خزانے کو بھرنے کے لیے سودی قرضوں اور غریب و ضرورت مند افراد پر ظالمانہ ٹیکس لگانے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی کیونکہ ایک تو اسلام نے انہیں حرام قرار دیا ہے اور دوسرا یہ کہ ریاست خلافت کے پاس وہ ذرائع میسر ہوں گے جن کے ذریعے سے بھاری محصول حاصل ہوں گے۔ معاشی صورتحال سے گھبرا کر نجکاری کرنے کے بجائے خلیفہ اس بات پر مجبور ہو گا کہ وہ حکومتی اداروں سے کرپشن اور نااہلی کو ختم کرے ، اس طرح یہ ادارے ریاستی خزانے کو چوسیں گے نہیں بلکہ مال و دولت سے بھر دیں گے۔

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کے لیے لکھا گیا

ختم شد

بقیہ صفحہ 4 سے

جبکہ سابقہ آیت شریفہ (**لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ**) میں (البرَّ) کو نصب(زبر) اور رفع(پیش) دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، اور یہ دونوں قرائتیں رسول اللہ ﷺ سے متواتر آئی ہیں۔ رفع والی قرآت کے مطابق البرُّ مرفوع ہے اور یہ لیس کا اسم ہے، اور اس کی خبر تَولیۃٌ ہے جو (أَن تُوَلُّوا) مصدر مؤول سے لیا گیا ہے، اور (أَن تُوَلُّوا) لیس کی خبر واقع ہونے کی وجہ سے نصب کے مقام پر ہے۔ نصب والی قرائت میں (یعنی جب البرَّ پر زبر پڑھا جائے) البرَّ لیس کے لیے خبر مقدم ہے، اور مصدر مؤول رفع کے محل میں لَيسَ کا اسم مؤخر ہے۔

ختم شد

بقیہ صفحہ 7 سے

ہماری تعداد بہت زیادہ ہے اور افواج کی نُصرۃ ہماری طاقت بن سکتی ہے۔ ان تمام باتوں سے بڑھ کر جب ہم ظلم کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں اپنی مدد سے نوازتے ہیں۔ جب ہم ظلم کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں اور ظالم کو چیلنج کرنے کی وجہ سے جن جن تکالیف سے گزرتے ہیں اللہ کے ہاں وہ شمار کی جاتی ہیں اور روزِ آخرت وہ ہمارے حق میں کام آئیں گی۔ تو اگر صبح ہماری یہ کیفیت ہے کہ ہم ظلم کے سامنے حق بات کہنے سے دستبردار ہیں تو شام تک ہماری یہ افسوسناک صورتحال برقرار نہیں رہنی چاہیے۔ ہمیں بارش کے قطرے بننا ہے تاکہ ہم سب مل کر ایک موسلا دھار طوفان بن جائیں جو سب کچھ دھو کر صاف کر دے۔ ہمیں تبدیلی کے حق میں بولے جانے والے ایک لفظ یا ایک چھوٹی سی تقریر کو بے وقوفانہ عمل ہرگز نہیں سمجھنا چاہیے۔ ہمیں تبدیلی کے لیے کیے جانے والے عمل کی تعریف کرنی چاہیے ، ایسا عمل تو اچھی جزا کا مستحق ہے ۔ تو آئیں ہم میں سے ہر ایک تبدیلی لانے میں اپنا کردار ادا کرے اور عظیم اجر اور تعریف کو حاصل کرنے کے لیے اپنی کوششیں صرف کرے۔

ختم شد

بقیہ صفحہ 16 سے

کے طریقے پر خلافت کے قیام سے ہی ممکن ہے۔ حزب التحریر نے ریاستِ خلافت کے لیے 191 دفعات پر مشتمل آئین تیار کر رکھا ہے جس کی ہر ایک دفعہ کے ساتھ قرآن و سنت سے اس کے دلائل بھی درج کیے گئے ہیں۔ حزب التحریر نے امت کے مسائل کے حل پر کئی کتابیں مرتب کی ہیں جن میں ان کے نفاذ کی تفصیلات بھی درج ہیں۔ اور حزب التحریر نے پوری مسلم دنیا میں باخبر، باصلاحیت، مخلص اور پُرعزم مرد و خواتین کی صفوں کی صفیں تیار کی ہیں جو آنے والی ریاست خلافت کے حکمرانوں کو اسلام کی بنیاد پر مشورہ دینے اور ان کا احتساب کرنے کے لیے مکمل طور پر تیار ہیں۔ لہٰذا آئیں اور اس رمضان خلافت کی دعوت کے علمبرداروں کی بھرپور حمایت کریں، ان سے نظامِ خلافت کی تفصیلات کو حاصل کریں، اُن سے سیکھیں اور ان کی قیادت میں خلافت کے قیام کی تحریک میں اپنا پورا حصہ ڈالیں۔ آئیں افواج میں موجود اپنے والدین، بھائیوں ، اور بیٹوں کو حقیقی تبدیلی کے قیام کے لیے حزب التحریر کو نُصرۃ فراہم کرنے کی دعوت دیں تاکہ حزب عملاً اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی کے نئے دور کا آغاز کرے۔ امام احمد نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ** " پھر جبر کی حکمرانی ہو گی، اور اُس وقت تک رہے گی جب تک اللہ چاہے گا، پھر جب اللہ چاہے گا اسے ختم کر دے گا۔ پھر نبوت کے طریقے پر خلافت قائم ہو گی۔ اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے"۔

حزب التحریر

ولایہ پاکستان

20 شعبان 1440 ہجری

26 اپریل 2019ء

ختم شد

تفسیر سورۃ البقرۃ: آیت 189

فقیہ اور مدبر سیاست دان امیر حزب التحریر شیخ عطا بن خلیل ابو رَشتہ کی کتاب **تیسیر فی اصول التفسیر** سے اقتباس:

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [البقرة:189]

"لوگ آپ سے نئے مہینوں کے چاندوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ انہیں بتادیجئے کہ یہ لوگوں کے (مختلف معاملات کے) اور حج کے اوقات متعین کرنے کے لیے ہیں۔ اور نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے گھروں میں پیچھے کی طرف سے داخل ہو۔ نیکی تو اصل میں یہ ہے کہ آدمی پرہیز گاری اختیار کرے۔ پس تم اپنے گھروں میں دروازے سے ہی آیا کرو، اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو جائے"

(البقرۃ:189)

اس آیت کریمہ سے واضح ہے کہ:

1۔ مذکورہ بالا آیت شریفہ سے پہلے کی آیات میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے روزہ اور اس کے احکامات کا ذکر کیا ہے، اور بعد والی آیات میں جہاد، حرمت کا مہینہ، حج اور حج کے متعین مہینوں کا ذکر کیا ہے، اور روزے، شہر حرام اور حج کی آیات بیان کی ہیں۔ مذکورہ بالا آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے چاند کے متعدد منزلیں متعین کرنے کی حکمت بتائی ہے کہ وہ بالکل باریک ہلال کی صورت میں طلوع ہو کر آہستہ آہستہ ماہِ تمام بن جاتا ہے، پھر واپسی کی راہ لیتے ہوئے اپنی پہلی شکل میں ڈھل جاتا ہے۔ چاند کے حجم میں ان تبدیلیوں کی حکمت اس طرح بیان فرمائی کہ یہ چاند لوگوں کے لیے وقت معلوم کرلینے کا ایک ذریعہ ہے، ان میں سے

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:((**جعل الله الأهلة مواقيت للناس فصوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن غمّ عليكم فعدوا ثلاثين يوما**)) "اللہ تعالیٰ نے ان ہلالوں کو لوگوں کے لیے اوقات معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا ہے، پس چاند کے دِکھ جانے پر روزہ رکھو اور چاند کے دِکھ جانے پر روزوں کا اختتام کرو، پس اگر بادل کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو پھر تیس دن پورے کرلو" (رواہ احمد)۔

روزے کا وقت بھی ہے، جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے: **((صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته))** "چاند کے دِکھ جانے پر روزہ رکھو اور چاند کے دِکھ جانے پر روزے ختم کرو" (رواہ بخاری)۔ یہ حج کے اوقات معلوم کرنے کا ذریعہ بھی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: **(الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ)** "حج کے چند متعین مہینے ہیں" (البقرۃ:197)۔ نیز چاند کے ذریعے سال کے مہینوں کی گنتی معلوم کی جاتی ہے، حدیث رسول ﷺ میں ہے: **((السَّنَةُ اثنا عشر شهرا منذ خلق السموات والأرض منها أربعة حرم: ثلاثة سرد: ذو القعدة وذو الحجة والمحرم، وواحد فرد: رجب))** "جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا تب سے سال بارہ مہینوں کا ہے، ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں، پھر ان میں سے تین پے درپے آتے ہیں؛ ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم، ایک مہینہ اکیلا ہے، (یعنی) رجب (رواہ بخاری و مسلم و ابوداؤد)۔ نیز چاند ہی کے ذریعے دیگر شرعی احکامات کی مدت معلوم کی جاسکتی ہے، مثلاً زکوٰۃ جو کہ ایک سال مکمل ہونے پر ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے، عورتوں کے لیے طلاق اور وفات کی عدت وغیرہ۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:((**جعل الله الأهلة مواقيت للناس فصوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن غمّ عليكم فعدوا ثلاثين يوما**)) "اللہ تعالیٰ نے ان ہلالوں کو لوگوں کے لیے اوقات معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا ہے، پس چاند کے دِکھ جانے پر روزہ رکھو اور چاند کے دِکھ جانے پر روزوں کا اختتام کرو، پس اگر بادل کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو پھر تیس دن پورے کرلو" (رواہ احمد)۔ پس اس آیت کو نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے ہلالوں کے بارے میں پوچھنے والوں کے سوال کا جواب دیا کہ یہ لوگوں کے لیے اوقات معلوم کرنے کے ذرائع ہیں، یعنی انہی کے ذریعے معلوم کیا جاتا ہے کہ کس وقت میں کونسا شرعی حکم ادا کرنا ہے۔ (الأَهِلَّةُ) یہ ہلال کی جمع ہے، اس کی اصل 'اِهلال' ہے جس کے معنی ہیں، آواز اُٹھانا، عرب لوگ جب چاند دیکھتے تو گویا نئے مہینے کی آمد کی خوشی میں تکبیر وغیرہ کہہ کر نعرہ لگاتے تھے، بالخصوص روزہ اور حج جیسی عبادات پر مشتمل

مہینوں کی آمد کے موقع پر۔ اسی مناسبت سے عرب کہتے ہیں : اَھَلَّ القومُ بالحجِ، یہ اس وقت کہتے تھے، جب لوگ حج کا تلبیہ بلند آواز میں پڑھتے، نوزائیدہ بچہ اپنی ولادت کے وقت بلند آواز میں روتا ہے اس وقت عرب کہتے ہیں: اِستَھَلَّ الصَبیُّ "بچہ رویا"۔ پس اھلال چاند دِکھنے کے وقت آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں، اس لیے کہا جاتا ہے اُھِلَّ الھِلالُ اسی طرح اِستَھَلَّ بھی کہتے ہیں۔ ھَلَّ نہیں کہتے ہیں کیونکہ ہلال دکھنے کے وقت آواز بلند کی جاتی ہے، یہ نہیں کہ چاند سے کوئی آواز آتی ہے۔(جس کے لیے ھَلَّ بولا یا جاتا ہے)۔

2-جب اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ہلال عام احکام اور بالخصوص حج کے اوقات جاننے کا ذرائع ہے،(**هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ**) تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے امورِ حج میں سے ایک ایسے امر کا ذکر فرمایا جو زمانۂ جاہلیت میں رائج تھا اور جس کو اہلِ جاہلیت نیکی کی علامت خیال کرتے تھے۔ وہ لوگ جب حج کا احرام باندھ لیتے تھے اور اپنے گھر، خیمے یا باغ وغیرہ میں جانا پڑتا تو اس کے دروازہ سے داخل ہونے کی بجائے پشت کی جانب سے دیوار پھلانگ کر آتے تھے، اور اِس کو نیکی شمار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آگاہ فرمایا کہ جس امر کو وہ نیکی خیال کرتے ہیں، ہرگز نیکی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گھروں میں دروازوں سے داخل ہونے کو مباح قرار دیا ہے، بغیر کسی دلیل وبرھان کے اس کو تبدیل کرکے پشت کی طرف سے دیوار پھلانگ کر آنا کیسے نیکی ہو سکتی ہے، بلکہ نیکی تو اللہ تعالیٰ کے تقویٰ وخشیت اور اس کی شریعت کی پابندی کرنے میں ہے۔ لہٰذا گھروں میں پشت کی جانب سے آنے کا یہ انداز چھوڑ کر دروازوں سے داخل ہوجایا کرو، اور وہ کام کرو جس کا حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے، اور اس کے حرام کردہ امور سے بچتے رہو، ایسا کرکے تم فلاح پاسکتے ہو۔

اور چونکہ آیت کا موضوع وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا، جیسا کہ بخاریؒ نے البراءؓ سے یہ قول روایت کیا ہے:" جاہلیت میں وہ لوگ جب احرام باندھ لیتے تھے، تو گھروں میں پشت کی جانب سے آتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری((**وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا**))" نیکی یہ نہیں

نیکی تو اللہ تعالیٰ کے تقویٰ وخشیت اور اس کی شریعت کی پابندی کرنے میں ہے۔ لہٰذا گھروں میں پشت کی جانب سے آنے کا یہ انداز چھوڑ کر دروازوں سے داخل ہوجایا کرو، اور وہ کام کرو جس کا حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے، اور اس کے حرام کردہ امور سے بچتے رہو، ایسا کرکے تم فلاح پاسکتے ہو۔

کہ گھروں میں پشت کی طرف سے آؤ۔" چنانچہ اَولیٰ یہی ہے کہ ان الفاظ کو اپنے صریح معنوں میں استعمال کیا جائے، جن کے لیے الفاظ کو وضع کیا گیا ہے، یعنی گھروں کے حقیقی دروازے اور ان کی حقیقی پشت۔ مگر یہاں کنایۃ کا معنی لینا بھی ممنوع نہیں، پس گھروں میں دروازوں سے آنا اور پشت کی جانب سے نہ آنا یہ تو ہے آیت کا حقیقی اور صریحی معنی جس کو موضوع لہٗ کہتے ہیں، مگر آیت کی دلالت سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام اس انداز سے کیے جائیں جیسے کرنے چاہئیں، الٹ کام نہ کیے جائیں۔ کام کو درست انداز سے کرنے کی بجائے الٹ کام کرنا اصل رستے سے ہٹنا اور حیلہ بازی کرنا ہے۔

عربوں کے ہاں جہاں لفظ میں گنجائش ہو تو وہ صریح اور کنایہ کے طور پر لفظ کا استعمال جائز سمجھتے ہیں، مثلا وہ کہتے ہیں(نَؤُمُ الضُّحیٰ) اس کو کبھی صریح معنوں میں استعمال کرتے ہوئے یہ معنی لیتے ہیں کہ چاشت تک سوتا رہنے والا، کیونکہ وہ مخدوم ہے، کوئی اس سے کسی کام کا مطالبہ کرنے والا نہیں، اور کبھی انہی الفاظ کو سُستی اور کام کی طاقت نہ ہونے کے لیے کنایۃً استعمال کرتے ہیں۔

اس آیت (**وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا**) سے اس کے صریحی معنی بھی لیے جاسکتے ہیں کہ انہیں گھروں میں دروازوں سے آنا چاہیے پشت کی طرف سے نہیں، اور یہی اس آیت کے نزول کا موضوع ہے، اور اس کے ساتھ کنایہ کا معنی بھی لیا جاسکتا ہے، کہ تمام کام درست طریقے سے کیے جائیں، الٹ طریقے سے نہیں۔

(**وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا**) اس آیت میں(البرُّ) کو رفع (پیش) کے ساتھ پڑھا گیا ہے، تمام متواتر قرائتوں میں ایسا ہے۔ اور اس آیت میں لَیسَ کی خبر بھی متعین ہے، یعنی(**أن تأتو البیوت**) جو کہ مصدر مؤول ہے، کیونکہ باء(جو کہ حرف جر زائد ہے) وہ لیس کے اسم پر داخل نہیں ہوتی، بلکہ اس کی خبر پر داخل ہوتی ہے۔

بقیہ صفحہ 2 پر

ظلم کے سامنے خاموشی اختیار کرنا اجتماعی فتنے کو دعوت دیتا ہے

تحریر: مصعب عمیر، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اب تبدیلی کی ضرورت کئی گنا شدید ہوگئی ہے۔ مسلم دنیا پر فتنوں اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ جہاں تک خوشحالی کا تعلق ہے تو موجودہ حکمرانوں نے آئی ایم ایف کی خوشنودی کے لیے ٹیکسوں، مہنگائی، بجلی و گیس کی قیمتوں میں اضافے اور زر تلافی (سبسیڈی) کے خاتمے کو یقینی بنایا ہے جس نے لوگوں کی کمر توڑ ڈالی ہے۔ جہاں تک تحفظ (سیکیورٹی) کا تعلق ہے تو حکمرانوں کی بے عملی نے ہمارے جارح دشمنوں کی حوصلہ افزائی کی ہے جس کی وجہ سے روہنگیا (برما)، ایغور (چین)، فلسطین اور کشمیر کے مسلمانوں سمیت پوری دنیا میں مسلمان غیر محفوظ ہیں۔

سب کے سب لوگ مختلف فتنوں کا شکار ہورہے ہیں کیونکہ فتنہ صرف ان ظالموں تک محدود نہیں رہتا جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی نہیں کرتے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ** "اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انہیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گنہگار ہیں۔ اور جان رکھو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے" (الانفال 8:25)۔ ابنِ عباسؓ نے اس آیت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا، أمر الله المؤمنين ألا يقروا المنكر بين أظهرهم فيعمهم العذاب "اللہ نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے درمیان پیدا ہونے والے منکر کو روکیں تا کہ اللہ ان سب کو فتنے میں مبتلا نہ کردے"۔

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اب تبدیلی کی ضرورت کئی گنا شدید ہوگئی ہے۔ مسلم دنیا پر فتنوں اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ جہاں تک خوشحالی کا تعلق ہے تو موجودہ حکمرانوں نے آئی ایم ایف کی خوشنودی کے لیے ٹیکسوں، مہنگائی، بجلی و گیس کی قیمتوں میں اضافے اور زر تلافی (سبسیڈی) کے خاتمے کو یقینی بنایا ہے جس نے لوگوں کی کمر توڑ ڈالی ہے۔ جہاں تک تحفظ (سیکیورٹی) کا تعلق ہے تو حکمرانوں کی بے عملی نے ہمارے جارح دشمنوں کی حوصلہ افزائی کی ہے جس کی وجہ سے روہنگیا (برما)، ایغور (چین)، فلسطین کے مسلمانوں سمیت پوری اور کشمیر دنیا میں مسلمان غیر محفوظ ہیں۔

یہ فتنہ اس قدر سخت اور اور سب کو گھیرنے والا ہوتا ہے کہ وہ لوگ بھی اس کا شکار ہو جاتے ہیں جو سچے ہوتے ہیں اور اپنے رب کے حکم کے مطابق تبدیلی لانے کے لیے کام کرتے ہیں۔ امّ سلمہؓ نے فرمایا، "میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا، **إِذَا ظَهَرَتِ الْمَعَاصِي فِي أُمَّتِي عَمَّهُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهِ** 'اگر گناہ میری امت میں عام ہوجائیں تو پھر اللہ ان کو اپنے عذاب کے گھیرے میں لے لے گا'، میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ، 'کیا سچے لوگ بھی ان میں شامل ہوں گے؟' آپ ﷺ نے فرمایا، **بَلَى** 'کیوں نہیں'۔ میں نے پوچھا، 'ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟' آپ ﷺ نے فرمایا، **يُصِيبُهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ ثُمَّ يَصِيرُونَ إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ** "وہ بھی لوگوں کے ساتھ مشکلات کا شکار ہوں گے لیکن انہیں اللہ کی مغفرت اور رضامندی حاصل ہو گی" (احمد)۔

لہٰذا اللہ کے عذاب کا شکار صرف حکمران نہیں ہوتے جو کہ اصل مجرم ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں جو پوری دلجمعی کے ساتھ اس کے جرائم کو مسترد کرنے کے لیے کام کرتے ہیں۔ اللہ کے عذاب کا شکار وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو گناہوں پر غیر جانبداری اختیار کرتے ہیں اور ظالم اور برے حکمرانوں کا احتساب نہیں کرتے۔ اس عذاب کا شکار وہ بھی ہوتے ہیں جو ظالموں کے سامنے خاموشی اختیار کرتے ہیں اور ان کے جرائم کو قبول کرلیتے ہیں اور وہ لوگ بھی اس سے دوچار ہوتے ہیں جو ظالموں کے ظلم کو چیلنج کرتے ہیں۔

ہمارے دین کے مطابق ظلم کے سامنے خاموشی اختیار کرنا اور سرجھکالینا گناہ ہے۔ یہ طرزِ عمل ایک طرح کا فالج ہے جو اس خطرے کے خوف کی وجہ سے ہوتا ہے کہ کہیں ظلم کو روکنے کے نتیجے میں اپنی ذات کو نقصان نہ پہنچ جائے لیکن وہ یقینی خطرہ بالآخر آہی جاتا ہے۔ ظلم کے سامنے خاموشی اختیار کرنے سے آزمائش کا عمل نہیں رکتا اور نہ ہی اس سے آسانی

اور راحت پیدا ہوتی ہے بلکہ اس کے نتیجے میں دنیا میں بھی مصائب اور فتنے اُمڈ آتے ہیں اور آخرت میں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا غضب لازم ہو جاتا ہے۔ ظالم کے سامنے خاموشی اور اطاعت اختیار کرنے کے بجائے اسلام ہم سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم ظالم اور ظلم کو روکنے کے لیے متحرک کردار ادا کریں۔ اسلام ہمیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ تبدیلی کا طاقتور محرک بنیں نہ کہ خاموشی سے ظلم ہوتا دیکھتے رہیں۔

آج امت فتنوں میں گھری ہوئی ہے جبکہ یہ امت ظالم حکمرانوں کے مقابلے میں بہت بڑی ہے اور اور اس بات کی طاقت رکھتی ہے کہ افواج میں موجود اپنے بیٹوں کے ذریعے انہیں ہٹا دے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي هُمْ أَعَزُّ وَأَكْثَرُ مِمَّنْ يَعْمَلُونَ ثُمَّ لَمْ يُغَيِّرُوهُ إِلَّا عَمَّهُمُ اللهُ بِعِقَاب** " جس قوم میں بھی اللہ کی نافرمانیاں کی جائیں جبکہ وہ قوم ان نافرمانوں سے زیادہ غلبہ اور قوت والی ہو اور اس کے باوجود بھی نافرمانی کو ختم نہ کرائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو سزا دیتا ہے "(احمد)۔ تو کیا معاملہ یہ نہیں ہے کہ ہم سب کو تبدیلی لانے کے لیے لازمی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے؟ کیا اثر ورسوخ رکھنے والوں کو ظلم کے خلاف آواز بلند نہیں کرنی چاہیے یا یہ کہ ایک فوجی افسر کو نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت کے قیام کے لیے نُصرۃ فراہم نہیں کرنی چاہیے؟

ہم میں سے وہ لوگ جو ظلم کے سامنے خاموشی اختیار کرتے ہیں انہیں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر غور کرنا چاہیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، **إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ** " لوگ جب ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں، اور اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ سب کو اپنے عذاب میں مبتلا کر دے "(ابوداؤد)۔ اور وہ لوگ جو ظلم کے سامنے جھک جاتے اور اسے قبول کر لیتے ہیں انہیں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے تنبیہ حاصل کرنی چاہیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، **وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْ عِنْدِهِ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهُ فَلَا يَسْتَجِيبُ لَكُم** "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرو گے ورنہ خطرہ ہے کہ اللہ تم پر اپنی طرف سے عذاب نازل کر دے پھر تم اسے پکارو لیکن وہ تمہاری دعا قبول نہ کرے "(احمد)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي هُمْ أَعَزُّ وَأَكْثَرُ مِمَّنْ يَعْمَلُونَ ثُمَّ لَمْ يُغَيِّرُوهُ إِلَّا عَمَّهُمُ اللهُ بِعِقَاب** " جس قوم میں بھی اللہ کی نافرمانیاں کی جائیں جبکہ وہ قوم ان نافرمانوں سے زیادہ غلبہ اور قوت والی ہو اور اس کے باوجود بھی نافرمانی کو ختم نہ کرائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو سزا دیتا ہے "(احمد)۔ تو کیا معاملہ یہ نہیں ہے کہ ہم سب کو تبدیلی لانے کے لیے لازمی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے؟ کیا اثر ورسوخ رکھنے والوں کو ظلم کے خلاف آواز بلند نہیں کرنی چاہیے یا یہ کہ ایک فوجی افسر کو نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت کے قیام کے لیے نُصرۃ فراہم نہیں کرنی چاہیے؟

ہم میں سے وہ لوگ جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حکمرانوں کے جرائم کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے انہیں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو پڑھنا چاہیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، **مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا وَالْمُدَاهِنِ فِيهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ رَكِبُوا سَفِينَةً فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا وَأَوْعَرَهَا وَشَرَّهَا وَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوُا الْمَاءَ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوقَهُمْ فَآذَوْهُمْ فَقَالُوا: لَوْ خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا فَاسْتَقَيْنَا مِنْهُ وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا: فَإِنْ تَرَكُوهُمْ وَأَمْرَهُمْ هَلَكُوا جَمِيعًا وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا جَمِيعًا**" حدود اللہ کو قائم کرنے والے اور ان کی خلاف ورزی کرنے والوں کی مثال اس گروہ کی سی ہے جو کسی کشتی کے پاس پہنچے اور انہوں نے کشتی کے اوپر اور نیچے جگہ پانے کے لیے قرعہ اندازی کی۔ کچھ لوگوں کو اس کے نچلے حصہ میں جگہ ملی جو کہ سب سے برا اور خراب حصہ تھا جبکہ کچھ کو اوپر والے حصے میں جگہ ملی۔ جب نیچے جگہ پانے والوں کو پانی کی ضرورت ہوئی تو انہیں اوپر جانا پڑا، تو نیچے والوں نے کہا کیوں نہ ہم کشتی کے نچلے حصے میں سوراخ کر لیں تاکہ اوپر نہ جانا پڑے اور اوپر والے بھی تکلیف سے بچ جائیں گے۔ اب اگر اوپر والے انہیں ایسا کرنے سے باز نہ رکھیں اور آزاد چھوڑ دیں تو نیچے والے اور اوپر والے دونوں ہلاک ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ نیچے والوں کو روکیں گے تو دونوں نجات پائیں گے "(احمد)۔ تو کیا معاملہ یہ نہیں ہے کہ ہمیں ظالموں کے سامنے خاموشی اختیار کرنا اور گردن جھکانا تو ایک طرف، ہمیں ان کے تباہ کن اعمال کو روکنے کے لیے متحرک ہونا ہو گا تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم مصائب کی دلدل میں مزید ڈوب جائیں؟

ہم میں سے وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری انفرادی عبادات ہمیں فتنوں سے محفوظ رکھیں گی تو انہیں حضرت زینب بنت جحشؓ کے اس فرمان پر غور کرنا چاہیے کہ آپؐ نے فرمایا، **قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ " نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ "** میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم تباہ ہو جائیں گے ایسی حالت میں جب ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا" :ہاں! جب برائی زیادہ ہو گی"(مسلم)۔

تو یہ طرزِ عمل کیسے درست ہو سکتا ہے کہ خاموشی اختیار کر لی جائے اور بے عملی کا مظاہرہ کیا جائے، اس کے نتیجے میں آنے والے مصائب اور فتنوں کو قبول کر لیا جائے، بجائے یہ کہ کرپشن کو چیلنج کیا جائے، جس کے نتیجے میں ظالم کے جبر کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے؟ حد تو یہ ہے کہ وہ لوگ جو ظلم کے خاتمے کے لیے کچھ نہیں کرتے کس طرح اپنی بے عملی کے دفاع میں ان لوگوں پر فتنہ پیدا کرنے کا الزام لگاتے ہیں جو اسلام کی بنیاد پر تبدیلی لانے کے لیے جدوجہد کرتے ہیں؟ وہ کیسے یہ الزام لگا سکتے ہیں جبکہ قرآن نے تو شرک، نفاق، نافرمانی، گمراہی اور سچ کی راہ سے موڑنے کی کوشش کو فتنہ قرار دیا ہے۔

یقیناً اسلام کی دعوت کو کیسے فتنہ قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ شرک فتنہ ہے؟ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ** " اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ فتنہ نابود ہو جائے "(البقرۃ 2:193)۔ ابنِ کثیر نے بیان کیا کہ یہاں فتنے سے مراد شرک ہے۔ اس کے علاوہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فتنے کو جنگ اور خون بہانے سے بھی زیادہ برا اور شدید قرار دیا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ** " اور قتل کرو انہیں جہاں بھی پاؤ اور انہیں نکال دو جیسا کہ انہوں نے تمہیں نکالا تھا اور (دین سے گمراہ کرنے کا) فتنہ قتل و خونریزی سے کہیں بڑھ کر ہے "(البقرۃ 2:191)۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی کے قیام کے لیے آواز بلند کرنا کیسے فتنہ ہو سکتا ہے جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تو سچ کو روکنے کی کوشش کرنے کو فتنہ قرار دیا ہے؟ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ** " اور ان سے بچتے رہنا کہ جو اللہ نے تم پر نازل فرمایا ہے اس کے کسی حکم کے متعلق یہ کہیں آپ کو فتنے میں نہ ڈال دیں "(المائدہ 5:49)۔ قرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ، يصدوك ويردوك "وہ تمہیں پلٹا دیں اور روک دیں"۔

خلافت کی دعوت کے علمبرداروں پر کیسے فتنے کا الزام لگایا جاسکتا ہے جبکہ فتنہ تو نافرمانی اور منافقت ہے؟ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ** " لیکن تم نے خود اپنے آپ کو فتنے میں ڈالا اور (ہمارے حق میں حوادث کے) منتظر رہے اور (اسلام میں) شک کیا اور آرزوؤں نے تم کو دھوکہ دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (عذاب) آ پہنچا "(حدید 57:14)۔ بغوی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ لفظ فتنہ یہاں پر نافرمانی اور منافقت کے لیے استعمال ہوا ہے۔

ان لوگوں پر کیسے فتنے کا الزام لگایا جاسکتا ہے جو انسانوں کے بنائے کفریہ قانون کو مسترد کرتے ہیں جبکہ فتنہ تو جھوٹ کا سہارا لے کر حق کو چھپانا ہے؟ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ** " اور جو لوگ کافر ہیں (وہ بھی) ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ تو (مومنو) اگر تم یہ (کام) نہ کرو گے تو زمین پر فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا "(الانفال 8:73)۔ یہاں پر سچ کو جھوٹ کے ذریعے چھپانے کو فتنہ بتایا گیا ہے۔

ان لوگوں پر کیسے فتنے کا الزام لگایا جاسکتا ہے جو انسانوں کے بنائے کفریہ قانون کو مسترد کرتے ہیں جبکہ فتنہ تو جھوٹ کا سہارا لے کر حق کو چھپانا ہے؟ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ** "اور جو لوگ کافر ہیں (وہ بھی) ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ تو (مومنو) اگر تم یہ (کام) نہ کرو گے تو زمین پر فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا "(الانفال 8:73)۔ یہاں پر سچ کو جھوٹ کے ذریعے چھپانے کو فتنہ بتایا گیا ہے۔

یقیناً حکمرانوں کے گناہوں کے خلاف بے عملی اور خاموشی کوئی ثواب کا کام نہیں ہے اور نہ ہی ان کی نافرمانی پر انہیں چیلنج کرنا کوئی گناہ کا کام ہے۔ نہیں ایسا ہر گز نہیں۔ ہمیں مل کر خاموشی کی اس چادر کو اتار پھینکنا ہے، حالات کے سامنے سپر اندازی کو ترک کرنا ہے۔ ہمیں ہر اس بات پر غصہ آنا چاہیے جس پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو غصہ آتا ہے جیسا کہ شرک، نفاق، نافرمانی، گمراہی اور سچ کی راہ پر چلنے سے روکنا۔

بقیہ صفحہ 2 پر

جامع الازہر الشریف، حال اور ماضی کے آئینے میں

تحریر: بلال المہاجر، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہت سے مسلمان، بالخصوص مشرقی اور جنوب مشرقی ایشیا کے مسلمان، یہ سمجھتے ہیں کہ مصر کا موجودہ جامعۃ الازہر ہی قدیمی " جامع الازہر الشریف " ہے، لیکن بات ایسی نہیں۔ بلکہ قدیم "جامع الازہر" کو ایک جدید یونیورسٹی میں تبدیل کیا گیا ہے، جو مختلف ایجوکیشنل شعبہ جات پر مشتمل ہے اور شرعی علوم کی تدریس بھی انہی شعبہ جات میں کی جاتی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ آج کا جامعۃ الازہر شرعی علوم کی تدریس کے لیے ہی مخصوص ہے، بلکہ عالم اسلام کی دوسری یونیورسٹیوں کی مانند یہ بھی ایک یونیورسٹی ہے، جہاں ایک شعبہ "کلیۃ الشریعۃ وعلوم الدین" کے نام سے موجود ہے۔ "جامع الازہر الشریف" کو یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کا کام اس وقت شروع ہوا جب مسلم ممالک پر استعماری ممالک نے یلغار کر کے اپنا تسلط قائم کرنا شروع کیا تھا۔ ان استعماری ممالک نے مصر پر قبضہ کر کے اپنے ایجنٹ حکمرانوں کو مقرر کیا، جن کا اصل کام اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ تھا۔ اُنیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی "جامع الازہر" کی تبدیلی کا کام شروع ہوا، جس کا مقصد "الازہر الشریف" کو ایک ایسے تعلیمی ڈھانچے کے حامل ادارے میں بدل دینا تھا جہاں جدید نظاموں کو پنپنے دیا جائے۔ تبدیلی کے اس عمل کی سربراہی کئی علماء نے کی۔ ان علماء کا پیشرو محمد عبدہٗ تھا، وہ جمال الدین الافغانی کا شاگرد اور میسونک لاج کا ممبر تھا۔ انہوں نے ہی 6 رجب 1312ھ میں اس ادارے کا بورڈ آف ڈائریکٹرز تشکیل دیا تھا۔ اس کے بعد 1911ء میں قانون نمبر 10 کا اجرا ہوا، محمد عبدہٗ نے یہاں تعلیم کو منظم کیا اور اس کے لیے پیریڈز متعین کیے۔ تبدیلی کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے 1930ء میں قانون نمبر 49 کا اجرا کیا گیا۔ اسی قانون کے تقاضے کے پیش نظر الازہر کے تین شعبہ جات قائم کیے گئے: **كلية اصول الدين، كلية الشريعة** اور **كلية اللغة العربية**۔ یہ قانون

"جامع الازہر الشریف" کو یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کا کام اس وقت شروع ہوا جب مسلم ممالک پر استعماری ممالک نے یلغار کر کے اپنا تسلط قائم کرنا شروع کیا تھا۔ ان استعماری ممالک نے مصر پر قبضہ کر کے اپنے ایجنٹ حکمرانوں کو مقرر کیا، جن کا اصل کام اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ تھا۔

دیگر شعبہ جات کے قیام میں توسیع کے امکانات کی بات کرتا ہے، چنانچہ الازہر کی اکیڈیمیز میں ریاضیات، سائنس، اور معاشرتی علوم جیسے دوسرے علوم داخل کیے گئے۔ اس کے بعد 1936ء میں قانون نمبر 26 نافذ کیا گیا، اور ہائیر ایجوکیشنز کا دورانیہ بڑھا دیا گیا، بالکل جیسے عصری یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے، جو تینوں مرحلوں کے اکیڈیمک سرٹیفیکیٹ جاری کرتی ہیں۔ تبدیلی کے اس دور میں ڈیویلپمنٹ لاء کے نام سے ایک قانون متعارف کرایا گیا، یہ جولائی 1961 میں قانون نمبر 103 کے تحت نافذ کیا گیا، اس کا تعلق بھی الازہر کی تنظیم نو کے ساتھ تھا۔ اس قانون کے مطابق " الازہر الشریف" جامع یا اسلامی یونیورسٹی سے مکمل طور پر ایک تعلیمی یونیورسٹی میں بدل گئی، جہاں پہلی بار کئی تعلیمی کالجز؛ تجارت، میڈیکل، انجنیئرنگ، اور ایگریکلچر کالج قائم کیے گئے۔ یوں الازہر یونیورسٹی میں لڑکیوں کے لیے بھی ایک شعبہ قائم کیا گیا، اس میں میڈیکل، تجارت، سائنس، عربی و اسلامی اور انسانی علوم و معارف کو شامل کیا گیا۔

جہاں تک "الازہر الشریف" کی بات ہے، تو یہ کئی صدیوں تک امت کو فقہا اور علماء سے نوازتا رہا۔ ابتدا میں اس کے قیام کی غرض شیعہ مذہب کی طرف دعوت تھی لیکن تھوڑے عرصے بعد یہ تمام اسلامی مسالک کے مطابق کلی اسلام کی تعلیمی یونیورسٹی بن گئی۔ پہلے پہل المعز الدین اللہ الفاطمی کے آخری ادوار میں جامع الازہر میں عملی طور پر درس و تدریس کا آغاز کیا گیا۔ 365ھ میں قاضی القضاۃ ابو الحسن بن النعمان المغربی نے پہلا علمی و تعلیمی حلقہ قائم کیا۔ ان کے بعد علمی حلقات کے قیام کا سلسلہ شروع ہوا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی نسبت سے اس کا نام الجامع الازہر رکھا گیا، اسی کی طرف فاطمیوں کی نسبت کی جاتی ہے۔ الازہر کے ساتھ جن مشہور ترین علماء کی نسبت ہے، ان میں سے ابن خلدونؒ، ابن حجرؒ عسقلانی، سخاویؒ، ابن تغری بردیؒ، موسیٰ بن میمونؒ، الحسن بن الہیثمؒ، محمد بن یونس المصریؒ اور قلقشندیؒ وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

الازہر کا ھدف حقیقی علماء کی تیاری سے ہٹ کر ایسے علماء تیار کرنے میں بدل گیا جو دین کی فقاہت رکھنے والے اور اس کی سربلندی کے لیے کام کرنے والے علماء کی بنسبت رجال دین کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ ایسے علماء جو رسول اللہ ﷺ کے اس قول مبارک کے مصداق نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:((وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ))" اور بیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں، بے شک انبیاء نے میراث میں دینار ودرہم نہیں چھوڑے، انہوں نے تو علم ہی چھوڑا، سو جس نے علم حاصل کیا اس نے بہت بڑا حصہ پایا"۔ الازہر کے صفحے پر الازہر کے پیغام کی پہچان کچھ اس طرح کرائی گئی ہے "۔۔۔ دورِ جدید میں محمد علی کی شروع کردہ تشکیل نو کو دیکھتے ہوئے، صرف طلباء اور اس جامعہ کے سند یافتہ اشخاص تیار کیے جاتے ہیں، جو ایسے مختلف تعلیمی اداروں کے لیے سنگ بنیاد ثابت ہوں، جو جدید مغربی طرز کی تعلیمی درسگاہوں کے طور پر قائم کیا گیا ہے، یہی اشخاص جدید علوم نقل کرکے لانے کے لیے یورپی تعلیمی وفود کے لیے بیج بن سکیں گے۔۔۔۔"۔ یونیورسٹی میں تعلیمی نظاموں میں وسعت آئی، یہ وسعت زمان ومکان کی قید سے آزاد تھی، یہ نظام جدید عصری نقطہ نظر کی طرف منتقل ہوئے، اب اس کا پیغام وعظ وارشاد اور تعلیم پر منحصر نہیں رہا، بلکہ اس کا اُفق وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا تاکہ علمی تحقیق، اُمت مسلمہ کی خدمت، اس کے مسائل کے دفاع اور دنیا کے مختلف گوشوں میں تشدد اور انتہاء پسندی کے رجحانات کا راستہ روکنے کے لیے اعتدال پسند اسلام کی ترویج و اشاعت میں اسے (الازہر کو) قیادت حاصل ہو۔"

اس بنا پر الازہر کا پیغام اسلام مخالف جنگ میں عالمی رجحانات سے ہم آہنگ ہے، نیز عالم اسلام میں موجود سیکولر نظاموں کی پالیسیوں سے بھی ہم آہنگ ہے جن کی جنگ دہشت گردی اور انتہاپسندی کے خلاف جنگ کے نام پر اسلام اور اس کے لیے کام کرنے والوں سے ہے۔

الازہر کا ھدف حقیقی علماء کی تیاری سے ہٹ کر ایسے علماء تیار کرنے میں بدل گیا جو دین کی فقاہت رکھنے والے اور اس کی سربلندی کے لیے کام کرنے والے علماء کی بنسبت رجال دین کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ ایسے علماء جو رسول اللہ ﷺ کے اس قول مبارک کے مصداق نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:((وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ))" اور بیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں، بے شک انبیاء نے میراث میں دینار و درہم نہیں چھوڑے، انہوں نے تو علم ہی چھوڑا، سو جس نے علم حاصل کیا اس نے بہت بڑا حصہ پایا"

جہاں تک طرزِ تعلیم کی بات ہے تو یہ بھی بدل گیا ہے۔ اس سے پہلے جبکہ تعلیم و تدریس میں فکری تعلیم کا درست طریقہ اپنایا جاتا تھا، جس کے ذریعے مفکرین و مجتہدین پیدا کیے جاتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ پڑھائی سیکھے ہوئے علم پر عمل کرنے کے لیے ہوتی تھی، یہ طرز تعلیم اکیڈیمک طرز میں بدل گیا، جس میں امتحانات میں پاس ہونے کے لیے فقط نصاب پڑھانے اور اسے یاد کرنے پر توجہ دی جاتی ہے، الازہر ہی کے صفحے پر موجود ہے: "الازہر میں پڑھائی کی بنیاد اور طریقہ کار تدریسی حلقے ہوا کرتے تھے، جہاں ایک استاد اپنے شاگردوں اور سامعین کے درمیان بیٹھ کر ان کو درس دیتا تھا، اسی طرح فقہاء "الازہر" کی گیلریوں میں مخصوص جگہ بیٹھتے تھے، کسی استاد کو درس و تدریس کی ذمہ داری صرف اس وقت ہی سپرد کی جاتی تھی، جب الازہر کے اساتذہ کی طرف سے اجازت ملتی، اور اس کے لیے گیارہ علوم میں باقاعدہ زبانی امتحان کے نظام پر عمل کیا جاتا تھا، پھر خلیفہ کی جانب سے پڑھانے حکم جاری کیا جاتا تھا۔

الازہر کا طریقہ کار جو فقہاء پیدا کرتا تھا، وہ بھی بدل گیا، حتی کہ اب وہ صرف مساجد کے لیے امام تیار کرنے لگا، ان کا بڑا کام نمازوں میں لوگوں کی امامت کرانا یا تقریبات میں قرآن خوانی ہوتا ہے، باوجودیکہ نماز میں چھوٹے بچے کی امامت بھی جائز ہے! یہ آئمہ اسلام کے بارے میں اتنا کچھ ہی جانتے ہیں جتنا ایک سکول کی ابتدائی کلاسوں کے طلباء جانتے ہیں۔ ان کی فقہ اور اس کے متعلقہ علوم کی تعلیم پاکی وناپاکی، نماز اور ازدواجی تعلقات اور وراثت کے چند احکامات تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ یہاں اب مکمل اسلامی نظام کی تدریس نہیں کی جاتی، جس میں نظامِ حکومت، نظامِ معیشت و اقتصاد، فوجداری نظام اور معاشرتی نظام پڑھائے جائیں۔۔۔ الخ، بلکہ معاملہ اس وقت مزید ابتر ہوا جب الازہر کو اپنے منہجِ تعلیم کی تجدید کرنی

پڑی تاکہ وہ یورپ کی پسند کے مطابق ہو جائے۔ یورپ کو ایسا دین پسند ہے جس کا زندگی میں کوئی عمل دخل نہ ہو، ایسا دین جس کے احکامات سرمایہ دارانہ نظام سے نہ ٹکراتے ہوں، نتیجتاً الازہر کو "معاصر" مغربی پیمانے کے مطابق اسلام کی تعلیم دینی پڑرہی ہے۔ اس بات کی تائید الازہر کے صفحے پر ان الفاظ سے ہوتی ہے۔"۔۔۔۔ شریعت کے شعبہ جات میں طلباء کو جو جدید منہج پڑھایا جاتا ہے، وہ ہے: "موجودہ مسائل" جس میں تمام نئے مسائل شامل ہیں، اور جامعہ میں ریکارڈ کیے جانے والے تعلیمی میگزین ان مسائل پر بات کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ الازہر میں ہم یہی دیکھتے آئے ہیں کہ فقہ ہر زمانے میں لکھی گئی، یہ ضروری ہے کہ ہر زمانے میں ایسی فقہ لکھی جائے جو اس سے ہم آہنگ ہو، جامعہ اس پر بھی یقین رکھتا ہے کہ نصوص محدود اور واقعات اور حالات لا محدود ہیں، یعنی یہ ضروری نہیں کہ نصوص تمام واقعات اور تمام جدید مسائل کا احاطہ کیے ہوئے ہوں۔"

تعلیمی پالیسی، اس کا مقصد، طرز تعلیم اور طریقۂ تدریس میں تبدیلی سے "الازہر الشریف" کے لیے سانحوں نے جنم لیا۔ ان میں سے واضح ترین سانحہ یہ تھا کہ الازہر کا بحیثیت ایک علمی مینار ہونے کے ستارہ ڈوبنے لگا۔ الازہر الشریف جو اسلام کے ساتھ اُمت کی قیادت کرتا تھا، اور ایک عالمی پیغام کی حیثیت سے اسلام کو پیش کرتا تھا، ایک اکیڈیمک ادارے میں تبدیل ہو گیا جس کا کام مغرب اور اس کے ایجنٹوں کے کارناموں کو جواز فراہم کرنارہ گیا، جنہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ الازہر کے مشہور فتوے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ ایک ایسا

الازہر الشریف جو اسلام کے ساتھ اُمت کی قیادت کرتا تھا، اور ایک عالمی پیغام کی حیثیت سے اسلام کو پیش کرتا تھا، ایک اکیڈیمک ادارے میں تبدیل ہو گیا جس کا کام مغرب اور اس کے ایجنٹوں کے کارناموں کو جواز فراہم کرنارہ گیا، جنہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ الازہر کے مشہور فتوے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ ایک ایسا ادارہ ہے جو خائن حکمرانوں کے ہاتھوں میں گروی رہ گیا ہے۔ اس کے مشہور فتویٰ پر مصر کے صدر انور السادات نے دستخط کیے، یہ فتویٰ "کیمپ ڈیوڈ" امن معاہدے سے متعلق تھا۔ یہ معاہدہ یہودیوں کے ساتھ تھا جنہوں نے فلسطین کی مبارک سرزمین پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ اس کا مشہور فتویٰ بینکاری نظام اور سودی معاملات کو جائز قرار دیتا ہے۔

ادارہ ہے جو خائن حکمرانوں کے ہاتھوں میں گروی رہ گیا ہے۔ اس کے مشہور فتویٰ پر مصر کے صدر انور السادات نے دستخط کیے، یہ فتویٰ "کیمپ ڈیوڈ" امن معاہدے سے متعلق تھا۔ یہ معاہدہ یہودیوں کے ساتھ تھا جنہوں نے فلسطین کی مبارک سرزمین پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ اس کا مشہور فتویٰ بینکاری نظام اور سودی معاملات کو جائز قرار دیتا ہے۔ اس کے علاوہ ان حکمرانوں کے خلاف جو اللہ کے نازل کردہ نظام کے مطابق حکومت نہیں کرتے، خروج کی حرمت کی بات کرتا ہے، الازہر نے ان تمام اسلامی جماعتوں کے خلاف فتویٰ صادر کیا جو ان ایجنٹ حکمرانوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ عراق پر قبضے کے لیے امریکی قیادت تلے صلیبی حملے میں مصری حکومت کی شمولیت کا فتویٰ صادر کیا، مکالمہ بین المذاہب کی مہم میں الازہر کا انہماک، جس کا مقصد تحریف شدہ یہودی و عیسائی ادیان اور دین اسلام کے درمیان مساوات ہے، اس کی تازہ ترین بدعت شیخ الازہر احمد الطیب کا مصر کے فوجی حکمران "السیسی" سے اپنے ہر مخالف کے قتل کا مطالبہ ہے، اس کے ساتھ یہ دعویٰ کہ سیسی اس دور کا نبی ہے، العیاذ باللہ! اس کے علاوہ اس کے متعدد فتاویٰ کی وجہ سے علماء اور طلباء کے درمیان بحث و مناظرے پھوٹ پڑے۔ اگر الازہر والوں کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ)" اللہ سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں، بے شک اللہ غالب اور بخشنے والا ہے۔" (فاطر : 28) یاد ہوتا تو شریعت کے قطعی اور دین کے معلوم بالضرورۃ احکامات کی مخالفت پر یوں جرأت نہ دکھاتے۔

بے شک علمی ادارے اسلام کے حوالے سے عظیم کردار رکھتے ہیں، یہی واحد ذریعہ ہیں جہاں اسلامی شخصیات ، سٹیٹسمین اور حاملین دعوت کی تربیت و تیاری کا کام کیا جاتا ہے، ان اداروں کے سند یافتہ اشخاص ہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو امت کی درست فکری قیادت کرتے ہیں، ان کی اولین ذمہ داری یہی ہے، وہی امت کے حقیقی قائد ہیں وہ امت جس کی نشاۃِ ثانیہ اور تشکیل جدید کا سہارا شرعی فکر و عقیدہ ہے، احکام شرع اور علوم شریعت کو یہی لوگ سب سے بہتر جاننے والے ہوتے ہیں۔(قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ)"کہہ دیجیے کیا علم والے اور بے علم برابر ہوسکتے ہیں، بے شک عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں"۔(الزمر:9) اس لیے اسلام کے ذریعے حکومت کرنے والی ریاست کا ان اداروں پر توجہ دینا لازمی ہے۔ اس کے برعکس وہ ریاستیں جو اسلام کے ذریعے حکمرانی نہیں کرتیں، تو ایسی ریاستیں تعلیمی اداروں کو مغربیت اور سیکولر افکار پھیلانے کے لیے استعمال کرتی ہیں، عالم اسلام میں موجود اکثر ریاستوں کی یہی صورتحال ہے۔ نیز درباری علماء اور وہ ادارے جو دین کا لبادہ اُوڑھے ہوئے ہوتے ہیں، ان کا استعمال اس طرح کیا جاتا ہے کہ وہ حکمران کو اس کے برے اعمال کا سرٹیفکیٹ فراہم کریں، اور لوگوں کو ان کے دینی امور میں شک و شبہ میں ڈال دیں۔ یہ سب کچھ سابق امریکی صدر جارج بش کے "عظیم مشرق وسطیٰ" پلان کے مطابق انجام دیا جاتا ہے، جس نے عالم اسلام کی سیکولرائزیشن اور مسجد و مدرسہ کی بربادی سے شروعات کرنے کی ضرورت کی بات کی تھا۔ ایسا ہی ہوا، اب ہر وقت مساجد اور وہاں کی جانے والی باتوں کی نگرانی کی جاتی ہے، اور ان کو ایجنٹ حکومتوں کی طرف سے بھیجی جانے والی تقریروں کو نشر کرنے کا پابند بنا دیا گیا ہے، جن کا اصل کام اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنا اور مسلمانوں کو ان کے دین سے دور کرنا اور اس سے جاہل بنا کر رکھنا ہے۔ جہاں تک اسکولوں اور

بے شک علمی ادارے اسلام کے حوالے سے عظیم کردار رکھتے ہیں، یہی واحد ذریعہ ہیں جہاں اسلامی شخصیات، سٹیٹسمین اور حاملین دعوت کی تربیت و تیاری کا کام کیا جاتا ہے، ان اداروں کے سند یافتہ اشخاص ہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو امت کی درست فکری قیادت کرتے ہیں، ان کی اولین ذمہ داری یہی ہے، وہی امت کے حقیقی قائد ہیں وہ امت جس کی نشاۃِ ثانیہ اور تشکیل جدید کا سہارا شرعی فکر و عقیدہ ہے، احکام شرع اور علوم شریعت کو یہی لوگ سب سے بہتر جاننے والے ہوتے ہیں۔(قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ)"کہہ دیجیے کیا علم والے اور بے علم برابر ہوسکتے ہیں، بے شک عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں"۔(الزمر:9) اس لیے اسلام کے ذریعے حکومت کرنے والی ریاست کا ان اداروں پر توجہ دینا لازمی ہے۔

یونیورسٹیوں کی بات ہے، اب ان کے پاس وہ تعلیمی طریقہ کار ناپید ہو چکے ہیں، جو سائنسدان، مفکرین اور تخلیق کار پیدا کرتے ہیں، ان کے طریقہ ہائے تعلیم بانجھ ہیں، ان کی تعلیمی پالیسیاں ایسی ناکام نسلوں کی تیاری پر کام کرتی ہیں جو دنیا میں بھی ناکام اور آخرت میں بھی ناکام ہوں گی۔ مزید یہ کہ یونیورسٹیوں اور سکولوں کو جمناسٹک کلبوں یا نائٹ کلبوں جیسے بنا دیا گیا ہے، جہاں شرمناک طریقے سے نوجوان لڑکے لڑکیاں گھل مل کر رہتے ہیں۔

الازہر الشریف کے بچاؤ کا طریقہ صرف یہ ہے کہ اس پر سے گھٹیا حکمرانوں اور درباری علماء کے ہاتھ اُکھاڑ دیے جائیں، اور اس کی گزشتہ حیثیت بحال کر دی جائے، جو فقہاو مجتہدین پیدا کرنے والے طرز ہائے تعلیم پر توجہ دینے اور ایسے قابل علماء کو مقرر کرنے سے ہو گا جو اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت پر کان نہیں دھرتے، اس کے لیے درکار بجٹ کا تعین بھی ضروری ہے تاکہ اس میں داخل ہونے والے طلبہ کو ٹیوشن فیس اور مہنگے اخراجات کے بغیر، جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے، مفت تعلیم دی جا سکے۔ یقیناً ان سب کا تصور صرف اس وقت ہی کیا جا سکتا ہے جب اسلام کے ذریعے حکمرانی کرنے والی اسلامی ریاست قائم ہو جائے، جس کی پالیسی ایسے علماء وفقہا کو تیار کرنا ہو گی جو لوگوں کے اندر دینی امور کے حوالے سے شعور و آگہی پیدا کرتے ہیں، اور اس کی خارجہ پالیسی پوری دنیا تک پیغام اسلام پہنچانے کی پالیسی پر مبنی ہو گی، اس ریاست کو اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے علماء کی ضرورت ہو گی۔ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے، امام غزالیؒ نے فرمایا: دین اور سلطان جڑواں ہیں، اس لیے کہتے ہیں کہ دین معاشرتی عمارت کی بنیاد ہے اور سلطان اس کا چوکیدار ہے، جس عمارت کی بنیاد نہ ہو وہ گر جاتی ہے اور جس کا چوکیدار نہ ہو وہ ضائع ہو جاتی ہے۔"

ختم شد

پیٹرول کی قیمت 100 روپے فی لیٹر سے زیادہ کر کے "تبدیلی سرکار" نے رمضان کے بابرکت مہینے میں لوگوں کی مشکلات اور مصائب میں مزید اضافہ کر دیا ہے

پریس نوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمضان میں قیمتوں کے بڑھنے جانے کے خدشے کی وجہ سے ایک طرف لوگ کھانے پینے کی اشیاء ذخیرہ کر رہے ہیں تو دوسری جانب ظالم "تبدیلی سرکار" نے پیٹرول کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ اس اضافے سے کھانے پینے کی اشیاء کی قیمتوں میں مزید اضافہ ہو جائے گا کیونکہ ان اشیاء کو کھیتوں اور فیکٹریوں سے بازاروں تک لانے کی لاگت بڑھ جائے گی۔ اقتصادی رابطہ کمیٹی، جس کی سربراہی "Economic Hit man" کا کردار ادا کرنے والے آئی ایم ایف کے پسندیدہ آدمی ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ کر رہے ہیں، نے پیٹرول کی قیمت میں 9.54 روپے فی لیٹر اضافے کی منظوری دی جسے وفاقی توثیق کے بعد 5 مئی کو نافذ کر دیا گیا اور یوں پٹرول نے 100 روپے فی لیٹر کے نشان کو پار کر لیا ہے۔ حکومت پر لازم تھا کہ وہ تیل کی قیمتوں میں کمی کرتی اور اشیائے خوردونوش کی پیداوار میں اضافہ کرتی تاکہ رمضان کے مہینے میں ان اشیاء کی طلب بڑھ جانے کی وجہ سے قیمتوں میں ہونے والے اضافے کو روکا جاتا۔ لیکن حکومت نے اس کے برعکس عمل کیا اور روزہ دار مسلمانوں پر مزید مالیاتی بوجھ ڈال کر ان کی مشکلات و مصائب میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔

اے پاکستان کے مسلمانو!

جب تک ہم پر ایسے حکمران مسلط ہیں جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی نہیں کرتے ہماری معاشی مشکلات میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا۔ پیٹرول کے حوالے سے اسلام کے حکم پر عمل کرنے کے بجائے "تبدیلی سرکار" آئی ایم ایف کی ہدایات کو نافذ کر رہی ہے جو کہ عوامی اثاثوں کے حوالے سے اسلام کے حکم کی سخت خلاف ورزی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ الْمَاءِ وَالْكَلَإِ وَالنَّارِ

"مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں: پانی، چراہگاہیں اور آگ (توانائی)" (احمد)۔

ہمارے عظیم دین میں توانائی ایک عوامی اثاثہ ہے، چاہے وہ پیٹرول کی شکل میں ہو یا گیس یا بجلی کی شکل میں، جس کے معاملات ریاست اپنی نگرانی میں چلاتی ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ ان سے حاصل ہونے والے فوائد تمام لوگوں تک پہنچیں، خواہ یہ فوائد توانائی کے براہِ راست استعمال کی صورت میں ہوں یا ان کی فروخت سے حاصل ہونے والے محاصل ہوں۔ لیکن پچھلے تیس سال کے دوران، آئی ایم ایف کی اندھی تقلید میں، ہر حکومت نے توانائی کے شعبے کو نجی شعبے کے حوالے کیا۔ توانائی کے شعبے کی نجکاری کے ذریعے آئی ایم ایف اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ اس شعبے سے جو محاصل آسکتے ہیں ریاست کو ان سے محروم کر دیا جائے تاکہ قرضوں اور ٹیکس پر اس کا انحصار مزید بڑھ جائے اور معیشت مفلوج ہو جائے۔ علاوہ ازیں نجکاری کے ذریعے توانائی کا شعبہ غیر ملکی اور مقامی کمپنیوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جو توانائی کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ کرتی رہتی ہیں اور ہماری ضروریات اور سہولت کو قربان کرتے ہوئے اپنے منافع میں زبردست اضافہ کرتی ہیں۔ جہاں تک ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ کا تعلق ہے تو اس تباہ کن استعماری پالیسی کو نافذ کرنے میں ان کا کلیدی کردار ہے، جو اس سے قبل انہوں نے مشرف-عزیز حکومت میں وفاقی وزیر برائے نجکاری کے طور پر ادا کیا، پھر کیانی-زرداری حکومت میں پاکستان کے وزیر خزانہ بن کر اور اب وزیر اعظم کے مشیر برائے خزانہ بن کر ادا کر رہے ہیں۔ کیا یہ بات اب بھی واضح اور ثابت نہیں ہوئی کہ موجودہ نظام میں چاہے چہرے تبدیل کیے جائیں یا نہ کیے جائیں، استعماری پالیسیوں کی چھری ہی ہماری گردنوں پر چلائی جاتی ہے؟ تو پھر جب نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے علمبردار اس بات پر زور دیتے ہیں کہ حقیقی تبدیلی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی کے قیام کی صورت میں ہی آئے گی تو کیا وہ سچ نہیں کہتے؟

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

ختم شد

پاکستانی روپے کی گرتی ہوئی قدر اور اس سے پیدا ہونے والی کمر توڑ مہنگائی کا حل خلافت کی سونے اور چاندی پر مبنی کرنسی ہے

پریس نوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) سے ایک معاہدے پر پہنچ جانے کے بعد پاکستانی روپیہ ڈالر کے مقابلے میں اپنی قدر تیزی سے کھونے لگا ہے جس کے نتیجے میں مہنگائی اور معاشی مشکلات کا ایک اور سونامی عوام کی جانب بڑھ رہا ہے۔ 16 مئی 2019ء کو انٹر بینک مارکیٹ میں ڈالر تقریباً 148 روپے تک پہنچ گیا اور دوسرے روز بھی ڈالر اسی نئی انتہا پر برقرار رہا۔ ڈوبتے ہوئے شخص کی طرح حکومت نے بدحواسی میں 15 مئی 2019 کو ایک کمیٹی بنائی جو روپے کی گرتی قدر اور دولت کی ملک سے باہر منتقلی کو روکنے کی کوشش کرے گی۔ لیکن حکومت کبھی اپنے اس مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتی کیونکہ آئی ایم ایف، بین الاقوامی تجارت کے ڈالر سے منسلک ہونے اور کاغذی کرنسی کہ جس کی بنیاد کوئی قیمتی دھات نہیں ہے، کی وجہ سے حکومت کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے ہیں۔ حکومت کی جانب سے سودی قرضوں کی واپسی کو یقینی بنانے کے لیے استعماری آئی ایم ایف مقامی کرنسی کے قدر میں کمی کا نسخہ تجویز کرتا ہے۔ لیکن روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے مہنگائی کا طوفان برپا ہو جاتا ہے جس سے پاکستان کی تجارت اور زرعی و صنعتی پیداوار مفلوج ہو جاتی ہے اور پاکستان اپنی صلاحیت کے مطابق معاشی میدان میں ترقی نہیں کرپاتا۔

اے پاکستان کے مسلمانو!

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ 4.25 گرام وزنی سونے کے دینار اور 2.975 گرام وزنی چاندی کے درہم بنائیں اور انہیں ریاست کی کرنسی کے طور پر استعمال کریں۔ سونے اور چاندی کی کرنسی کی وجہ سے ریاستِ خلافت میں ایک ہزار سال تک قیمتوں میں استحکام رہا۔ برصغیر پاک و ہند پر جب اسلام کی حکمرانی قائم تھی تو روپے کی بنیاد چاندی تھی۔ اس قیمتی دھات کی وجہ سے روپے کی قدر مقامی اور بین الاقوامی تجارت میں مستحکم رہی۔ روپے کی قدر میں استحکام کی وجہ سے برصغیر پاک و ہند دنیا کا معاشی انجن تھا۔ لیکن اس جمہوری دور میں روپے کی بنیاد کوئی قیمتی دھات نہیں ہے بلکہ صرف ریاست کا انتظامی حکم اس کی بنیاد ہے۔ ریاست معیشت میں گردش کرنے والے کرنسی نوٹوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ کرتی ہے۔ اس اضافے کی وجہ سے ہر نیا نوٹ پچھلے نوٹ سے کم قدر کا حامل ہوتا ہے۔ یقیناً ہمارے لیے یہ انتہائی شرم کا مقام ہوگا اگر ہم نااہل اور گناہ گار حکمرانوں کے سامنے گردن جھکائے کھڑے رہیں اور بھوک کی وجہ سے خاموشی سے موت کی آغوش میں چلے جائیں جبکہ ہمارے عظیم دین نے مہنگائی کے مسئلے کا حل فراہم کر رکھا ہے۔ ہمیں خوف کے جذبات کو جھٹک کر ایک جسم کی مانند مضبوطی سے اٹھنا ہے اور کرپٹ قیادت کو ہٹانے اور نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے لیے بھرپور جدوجہد کرنی ہے۔ یہ صرف ہماری خلافت ہی ہوگی جو کرنسی کو سونے اور چاندی کی مضبوط بنیادوں پر جاری کرے گی، تسلسل کے ساتھ سونے اور چاندی کے ذخائر میں اضافہ کرے گی، ضرورت پڑنے پر سونے اور چاندی کے ذخیرے کو برقرار رکھنے کے لیے کرنسی کی بجائے اشیاء کے ادل بدل (bartering) پر انحصار کرے گی، بین الاقوامی تجارت کے لیے سونے اور چاندی پر اصرار کرے گی اور مغربی کرنسیوں کے ظالمانہ تسلط کا خاتمہ کرے گی۔ لہٰذا صرف خلافت کے واپسی کے بعد ہی ہم بالآخر یہ جان سکیں گے کہ ایک اچھی اور پُرسکون زندگی کیا ہوتی ہے۔

﴿وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ۝ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾

"اور اُس روز مومن خوش ہو جائیں گے اللہ کی مدد سے۔ وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب (اور) مہربان ہے" (الروم:5-4)

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

ختم شد

رمضان کے مہینے میں بھی پاکستان کے ہدایت سے محروم حکمران نوید بٹ کی سات سالہ جبری گمشدگی کو ختم کرنے پر تیار نہیں

پریس نوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمضان کے اس مقدس مہینے میں کہ جس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن نازل فرمائی، اللہ کے مخلص بندے نوید بٹ کی سات سالہ جبری گمشدگی کا سلسلہ جاری ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی کی دعوت کے علمبردار تھے۔ اس رمضان نوید بٹ کے اغوا کو سات سال پورے ہو گئے جو ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان ہیں جنہیں 11 مئی 2012 کو سکیورٹی حکام نے ان کے بچوں اور ہمسائے کے سامنے اغوا کیا تھا۔ اور اس رمضان میں بھی پاکستان کے حکمرانوں نے نوید بٹ کو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ سحر و افطار کی نعمت و برکت سمیٹنے سے محروم کر رکھا ہے۔ یہ حکمران نوید بٹ سے اس قدر سنگدلی کا برتاؤ کر رہے ہیں جو پاکستان میں نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کی سیاسی و فکری جدوجہد کر رہے تھے کہ آج کے دن تک ان کے بیوی بچوں کو ان کی خیریت کے متعلق کوئی خبر نہیں دی گئی لیکن دوسری طرف انہی حکمرانوں نے ہندو ریاست کے حملہ آور پائلٹ ابھینندن ورتھامن کو گرفتار کرنے کے بعد چائے بھی پیش کی اور انسانی ہمدردی کی بنیاد پر اسے فوراً رہا بھی کر دیا۔ کیا ہمدردی اور رحم صرف مسلمانوں کے دشمن کے لئے ہے اور اسلام کی دعوت کے علمبردار صرف بدترین سنگدلی کے حقدار ہیں؟!

اے پاکستان کے مسلمانو اور خصوصاً ان کے انٹیلی جنس افسران!

پاکستان کے حکمران نوید بٹ کو رہا کرنے سے انکاری ہیں جبکہ ایسا شخص جو رمضان میں خود کو نیک اعمال کرنے سے محروم رکھے وہ واقعی محروم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلاَ يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلاَّ مَحْرُومٌ

" یہ مہینہ آگیا اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا وہ ہر طرح کے خیر (بھلائی) سے محروم رہا، اور اس کی بھلائی سے محروم وہی رہے گا جو (واقعی) محروم ہو "(ابن ماجہ)۔

حکمران اپنے گناہ پر اصرار کر رہے ہیں جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے رمضان میں گناہ سے بچنے کو آسان کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ

"جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں کس دیئے جاتے ہیں "(بخاری)۔

اور پاکستان کے حکمران پوری بے شرمی سے نوید بٹ پر ظلم کر رہے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ روزہ دار اور مظلوم کی دعا کا جواب دیتا ہے اگرچہ یہ کچھ دیر بعد ہی ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

ثَلاَثَةٌ لاَ تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الإِمَامُ الْعَادِلُ وَالصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللَّهُ دُونَ الْغَمَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَيَقُولُ بِعِزَّتِي لأَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ

" تین لوگوں کی دعائیں مسترد نہیں کی جاتیں: پہلا عادل امام ہے، دوسرا روزہ دار جب وہ افطار کرے، اور تیسرا مظلوم جب کہ وہ بددعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ (اس کی بددعا کو) بادل کے اوپر اٹھالیتا ہے، اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے: قسم ہے میری عزت کی میں ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر بعد ہی سہی "(ابن ماجہ)۔

کیا یہ ظلم اور گناہ اس قدر بڑھ نہیں گیا کہ ہم کم از کم نوید بٹ کی رہائی کے حق میں اپنی آواز بلند کریں؟! اور کیا پاکستان کے حکمرانوں کو فوری طور پر نوید بٹ کو رہا نہیں کر دینا چاہیے تاکہ وہ خود کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے غیض و غضب سے بچا سکیں؟! اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خبردار کیا ہے،

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الأَذَلِّينَ

" جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ نہایت ذلیل ہوں گے "(المجادلہ:20)

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

ختم شد

حقیقی تبدیلی صرف نبوت کے طریقے پر خلافت کے دوبارہ قیام سے ہی آئے گی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے پاکستان کے مسلمانو!

رمضان وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے لیلۃ القدر میں قرآنِ مجید نازل ہوا۔ قرآن محض ہماری انفرادی زندگی کے لیے رہنمائی فراہم نہیں کرتا بلکہ یہ وہ کتاب ہے جو امت کی اجتماعی زندگی کے لیے بھی سرچشمہ ٔہدایت ہے؛ حکمرانی ہو یا عدلیہ، تعلیم ہو یا مرد و عورت کے تعلقات، میڈیا ہو یا خارجہ پالیسی، قرآن تمام معاملات پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احکامات سے آگاہ کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، **إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ** "(اے پیغمبر) ہم نے آپ پر سچی کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ اللہ کی ہدایت کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں "(النساء:105)۔

یہ ہمارے تمام معاملات میں اِس عظیم دین کی حکمرانی ہی تھی کہ خلافت کے 1300 سال کے دوران مسلمانوں نے عظیم دنیاوی کامیابیاں حاصل کیں۔ یہ اسلام کی حکمرانی کا ہی نتیجہ تھا کہ دولت چند امیروں کے ہاتھوں میں محدود ہونے کی بجائے معاشرے میں گردش کرتی رہی جس کے نتیجے میں غریبوں کو غربت کے بوجھ سے نجات حاصل ہوئی، مظلوم مسلمانوں کی فریاد کا جواب دیا گیا ، مسلمانوں کی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ میدان جنگ میں دشمن افواج خلافت کی افواج کا سامنا کرنے سے گھبراتی تھیں۔ یقیناً یہ ہمارے عظیم دینِ اسلام کی بنیاد پر حکمرانی ہی تھی کہ جس کی وجہ سے رمضان کا مہینہ مسلمانوں کے لیے پے درپے فتوحات کا مہینہ ہوا کرتا تھا۔ لیکن 1342 ہجری بمطابق 1924 عیسوی میں خلافت کے خاتمے کے بعد آج ہر آنے والے رمضان میں ہماری کیا صورتحال ہے؟ آج جب ہم پر ایسے حکمران مسلط ہیں جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نازل کردہ وحی

> **یہ ہمارے تمام معاملات میں اِس عظیم دین کی حکمرانی ہی تھی کہ خلافت کے 1300 سال کے دوران مسلمانوں نے عظیم دنیاوی کامیابیاں حاصل کیں۔ یہ اسلام کی حکمرانی کا ہی نتیجہ تھا کہ دولت چند امیروں کے ہاتھوں میں محدود ہونے کی بجائے معاشرے میں گردش کرتی رہی جس کے نتیجے میں غریبوں کو غربت کے بوجھ سے نجات حاصل ہوئی، مظلوم مسلمانوں کی فریاد کا جواب دیا گیا، مسلمانوں کی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ میدان جنگ میں دشمن افواج خلافت کی افواج کا سامنا کرنے سے گھبراتی تھیں۔**

کے مطابق حکمرانی نہیں کرتے تو ہم کن حالات کا سامنا کررہے ہیں؟ ذرا سوچو اے مسلمانو! ایسا کیوں ہے کہ انتہائی قابل، جذبہ ٔشہادت سے سرشار اور عظیم افواج ہونے کے باوجود کامیابیاں صرف ہمارے دشمنوں کا مقدر ہیں جو ہمارے بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کی لاشوں پر اپنے کفر کے جھنڈے گاڑے چلے جارہے ہیں۔ آخر کیوں وسیع و عریض زمینوں، عظیم معدنی وسائل اور نوجوانوں کی ایک بڑی آبادی سے مالا مال ہونے کے باوجود ہم غربت کی دلدل اور کمر توڑ مصائب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ یقیناً اسلام کی ریاست اور حکمرانی کے نہ ہونے کی وجہ سے ہماری صورتحال وہی ہے، جو اللہ نے قرآن میں ان الفاظ میں بیان کی ہے، **وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا** " اور جو میری نصیحت (قرآن) سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہوجائے گی "(طہٰ:124)۔

اے پاکستان کے مسلمانو!

جان رکھو، اگر ہم پر یہی لوگ حاکم رہے جو قرآن وسنت کے مطابق حکمرانی نہیں کرتے تو اس رمضان بھی ہماری مصیبتوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ حقیقی تبدیلی لانے میں پی ٹی آئی پراجیکٹ کی ناکامی کی وجہ بھی قرآن وسنت کے مطابق حکمرانی نہ کرنا ہی ہے جیسا کہ اس سے پہلے پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ نون ناکام ہوئی تھیں۔ اور اسی وجہ سے کابینہ میں ردوبدل اور صدارتی نظام کی جانب پیش قدمی بھی حقیقی تبدیلی لانے میں ناکام ثابت ہوگی چاہے اس کو دو سال، پانچ سال یا دس سال بھی دے دیے جائیں۔

یقیناً ہماری بدترین صورتحال میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوسکتی جب تک ہم پر ایسے حکمران مسلط ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اِس واضح حکم کو پس پشت ڈالتے ہیں کہ، **قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا** " وہ کہتے ہیں کہ تجارت بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسی ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ تجارت کو اللہ نے حلال اور سود کو حرام کیا ہے "(البقرۃ:275)۔ یہ حکمران ایک مصیبت ہیں جو مسلسل اندرونی سطح پر اور بیرونی طور پر مشرق و

مغرب سے حرام سودی قرض لیتے جا رہے ہیں اور ان قرضوں کے حصول کو ایسے پیش کرتے ہیں جیسے کوئی بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی ہو۔ ان حکمرانوں نے ہمیں قرض کی گہری دلدل میں ڈبو دیا ہے اور صورتحال یہ ہے کہ ہمارے بجٹ کا ایک تہائی حصہ سودی قرضوں کی ادائیگی پر خرچ ہو جاتا ہے جس کی مالیت کھربوں روپے ہے!!

یقیناً ہم تنگی کی صورتِ حال سے نہیں نکل سکتے جب تک کہ ایسے لوگ ہم پر حکمرانی کر رہے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو نظر انداز کرتے ہیں ، **الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ الْمَاءِ وَالْكَلَإِ وَالنَّارِ** "مسلمان تین چیزوں میں شراکت دار ہیں: پانی، چراگاہیں اور آگ (توانائی) "(احمد)۔ ہمارے عظیم دین میں توانائی عوامی ملکیت ہوتی ہے ، چاہے وہ بجلی ہو یا گیس اور پیٹرول ، ریاست ان کی نگرانی کرتی ہے اور اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ ان سے حاصل ہونے والا نفع تمام لوگوں تک پہنچے۔ لیکن موجودہ گناہ گار حکمرانوں نے ہمارے توانائی کے وسائل کو نجکاری کے ذریعے چند لوگوں کی ملکیت میں دے دیا ہے اور پھر ان چند لوگوں کے نفع کو یقینی بنانے کے لیے ہماری جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے۔ اِن وسائل پر قابض نجی مالکان کے منافع کو یقینی بنانے کے لیے جہاں توانائی کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ کیا جاتا ہے وہاں بجلی کے کارخانوں کے مالکان کو مزید فائدہ پہنچانے کے لیے "پیداواری گنجائش فراہم کرنے کے معاوضے"(Capacity Payments) کے نام پر ہر سال سینکڑوں ارب روپے ادا کیے جاتے ہیں چاہے ان کارخانوں نے ایک میگاواٹ بجلی بھی پیدا نہ کی ہو!! یقیناً ہم حقیقی تبدیلی نہیں دیکھ سکتے جب تک ہم پر ایسے لوگ حکمران ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی خلاف ورزی کرتے ہیں، **مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا أَخَذَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ غُلُولٌ** "ہم جس کو کسی کام کا عامل بنائیں اور ہم اس کی کچھ تنخواہ مقرر کر دیں پھر وہ اپنے مقررہ حصے سے جو کچھ بھی زیادہ لے گا تو وہ خیانت ہے "(ابو داؤد)۔ اس دینِ حق کے مطابق اگر کسی حکمران کے دورِ حکومت میں اس کی ذاتی دولت میں بہت زیادہ اضافہ ہوتا ہے تو خلافت کی عدالت وہ دولت اس سے فوری طور پر اور بآسانی وصول کر کے ریاست کے بیت المال میں جمع کرا دے گی۔ لیکن موجودہ حکمرانوں کی حکمرانی میں عدلیہ اس قسم کے مقدمات میں کئی کئی سال ضائع کر دیتی ہے اور کرپٹ حکمران انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین میں موجود چور دروازوں کا فائدہ اٹھا کر بچ نکلتے ہیں اور لوٹی ہوئی اربوں ڈالر کی دولت بدستور انہی کے قبضے میں رہتی ہے۔

> آئیں ہم سب حقیقی تبدیلی کے لیے جدوجہد کریں جو کہ صرف اور صرف نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام سے ہی ممکن ہے۔
> حزب التحریر نے ریاستِ خلافت کے لیے 191 دفعات پر مشتمل آئین تیار کر رکھا ہے جس کی ہر ایک دفعہ کے ساتھ قرآن و سنت سے اس کے دلائل بھی درج کیے گئے ہیں۔ حزب التحریر نے امت کے مسائل کے حل پر کئی کتابیں مرتب کی ہیں جن میں ان کے نفاذ کی تفصیلات بھی درج ہیں۔ اور حزب التحریر نے پوری مسلم دنیا میں باخبر، باصلاحیت، مخلص اور پُرعزم مرد و خواتین کی صفوں کی صفیں تیار کی ہیں جو آنے والی ریاست خلافت کے حکمرانوں کو اسلام کی بنیاد پر مشورہ دینے اور ان کا احتساب کرنے کے لیے مکمل طور پر تیار ہیں

اور یقیناً ہم اپنے مقبوضہ علاقوں کو کفار کے قبضے سے آزاد ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکیں گے جب تک ہم پر ایسے لوگ حکمران ہیں جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس ارشاد سے روگردانی کرتے ہیں کہ، **الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا** " جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا یہ ان کے ہاں عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو عزت تو سب خدا ہی کی ہے "(النساء:139)۔ ایسے نافرمان حکمران اُن کافر ریاستوں کے ساتھ اتحاد اور معاہدے کرنے کے لیے دوڑے چلے جاتے ہیں جو ہم سے حالتِ جنگ میں ہیں، ہمیں قتل کر رہی ہیں اور ہمارے علاقوں پر قابض ہیں۔ اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ دشمنوں کے مقابلے کے لیے ہمارے علاقوں کو ایک ریاست کی صورت میں یکجا کیا جائے جس کا ایک ہی خزانہ اور ایک مضبوط مسلح فوج ہو، تو ان گناہ گار حکمرانوں کے ذہنوں میں اس کے متعلق سرے سے کوئی سوچ ہی موجود نہیں ہے چہ جائیکہ وہ اس مقصد کے لیے کوئی مخلصانہ کوشش کریں۔

اے پاکستان کے مسلمانو اور خصوصاً اس کی افواج میں موجود مسلمانو!

رمضان کے مہینے میں، جو کہ قرآن کے نزول کا مہینہ ہے، آئیں ہم سب اس بات کا مضبوط عہد کریں کہ ہمیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی کو بحال کرنا ہے۔ آئیں ہم سب حقیقی تبدیلی کے لیے جدوجہد کریں جو کہ صرف اور صرف نبوت

بقیہ صفحہ 2 پر

پاکستان کے پشتون قبائلی علاقوں میں تنازعات کی آگ کو بجھانے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

26 مئی 2019 کو رمضان کے مقدس مہینے کے دوران پشتون قبائلی علاقے شمالی وزیرستان میں مسلمانوں کا خون بہنے کے بعد افواج پاکستان اور پشتون تحفظ تحریک (پی ٹی ایم) کے درمیان تنازعے نے شدت اختیار کرلی ہے۔ ایک طرف افواج پاکستان اور ان کی انٹیلی جنس بیرونی طاقتوں کی جانب سے اس تنازعے سے فائدہ اٹھانے کی کوششوں پر خبردار کررہے ہیں تو دوسری جانب پشتونوں کے جذبات کو مشتعل کیا جارہا ہے تاکہ وہ بڑی تعداد میں اس تنازعے کا حصہ بن جائیں جبکہ وہ پہلے ہی خطے میں افغانستان پر امریکی حملے اور افغانستان میں امریکی قبضے کے خلاف کھڑی ہونے والی مزاحمت کو کچلنے کے لیے پاکستان کے حکمرانوں کی جانب سے کیے جانے والے فوجی آپریشنز کے نتیجے میں سخت تکلیفیں اٹھا چکے ہیں۔

اے پاکستان کے مسلمانو! مسلمانوں کا مقدس خون رمضان کے مقدس مہینے میں بہایا گیا اور سلگتے ہوئے تنازعے کے شعلے بھڑکتی ہوئی آگ میں بدل گئے۔ اس بہنے والے خون کے نتیجے میں مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والی تلواریں ٹوٹ جانی چاہیں کیونکہ اس خون کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نظر میں بہت حرمت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **قَتْلُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا** " مومن کا (ناحق) قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کے تباہ ہونے سے کہیں زیادہ بڑی بات ہے "(النسائی)۔ جو خون بہایا گیا ہے اس کو اپنے اپنے موقف میں مزید سختی پیدا کر کے اور تنازعے کو مزید بڑھا کر ضائع نہیں کیا جانا چاہیے۔ اس بہنے والے خون کا حق یہ ہے کہ دونوں جانب کے مسلمان اپنے کیے پر نادم ہوں اور اس تنازعے کے حل کے لیے اپنے دین سے رجوع کریں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ** " **اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس تنازعے میں اللہ اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو "(النساء4:59)۔**

> موجودہ تنازعہ اس لیے پیدا ہوا کیونکہ افغانستان پر امریکی قبضے کو ختم کرنے کے بجائے پاکستان کے حکمرانوں نے پشتون قبائلی مزاحمت کو کچل کر امریکی افواج کو افغانستان میں تحفظ فراہم کیا۔ پاکستان کے حکمرانوں نے پشتونوں میں موجود اُن اسلامی جذبات و احساسات کو دبانے کے لیے قوت کا بھرپور استعمال کیا جن کی بدولت وہ صدیوں سے ہر حملہ آور کے خلاف حرکت میں آتے تھے۔ اِن حکمرانوں نے اس مقصد کے حصول کے لیے فوجی آپریشنز، اجتماعی سزاؤں، جبری ہجرت اور جبری گمشدگی کی پالیسی اپنائی اور امریکہ کو ڈرون حملوں کی اجازت دینے میں کوئی شرم محسوس نہیں کی۔

موجودہ تنازعے کا پیدا ہونا ایک انتہائی المناک بات ہے جبکہ ماضی میں سوویت روس کے افغانستان پر قبضے کو اکھاڑ پھینکنے کے لیے پشتون قبائلی مزاحمت نے افواج پاکستان کی انٹیلی جنس کے ساتھ شانہ بشانہ اس طریقے سے کام کیا تھا کہ روس نے پھر دوبارہ افغانستان واپس آنے کی ہمت نہیں کی۔ لیکن موجودہ تنازعہ اس لیے پیدا ہوا کیونکہ افغانستان پر امریکی قبضے کو ختم کرنے کے بجائے پاکستان کے حکمرانوں نے پشتون قبائلی مزاحمت کو کچل کر امریکی افواج کو افغانستان میں تحفظ فراہم کیا۔ پاکستان کے حکمرانوں نے پشتونوں میں موجود اُن اسلامی جذبات و احساسات کو دبانے کے لیے قوت کا بھرپور استعمال کیا جن کی بدولت وہ صدیوں سے ہر حملہ آور کے خلاف حرکت میں آتے تھے۔ اِن حکمرانوں نے اس مقصد کے حصول کے لیے فوجی آپریشنز، اجتماعی سزاؤں، جبری ہجرت اور جبری گمشدگی کی پالیسی اپنائی اور امریکہ کو ڈرون حملوں کی اجازت دینے میں کوئی شرم محسوس نہیں کی۔ ان حکمرانوں نے طاقت کے استعمال میں ہر حد کو پار کیا جس کے نتیجے میں معزز پشتون ناراض اور افواج اور اس کے انٹیلی جنس اداروں سے دور ہوگئے۔ لہٰذا اپنے ہی لوگوں کے خلاف قوت کے

استعمال نے اس تنازعے کو جنم دیا اور طاقت کا مزید استعمال اس تنازعے کو مزید طول دے گا اور جہاں تلواروں کو ٹوٹ جانا چاہیے تھا وہاں ان کو مزید سختی سے پکڑ لیا جائے گا۔

اے پاکستان کے مسلمانو اور ان کی افواج اور خصوصاً پشتون قبائلی مظاہرین! ہر اس تلوار کو توڑ ڈالو جو مسلمانوں کے سینوں کو نشانہ بنائے۔ اپنی تلواروں کا نشانہ اپنے دشمنوں کو بناؤ جو کہ کفر کی وہ ریاستیں ہیں جنہوں نے ہمارے درمیان تنازعہ پیدا کیا اور پھر اس کو استعمال کیا تاکہ وہ اپنی بالادستی ہمارے سروں پر قائم کرسکیں۔ اسلام اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ دشمن ریاستوں سے ہر قسم کے تعلقات کو ختم کردیا جائے کیونکہ ان تعلقات کے نتیجے میں ہمیں اجتماعی طور پر نقصان پہنچتا ہے۔ دشمن ریاستوں سے تعلقات ہمارے لیے طاقت کا ذریعہ نہیں بلکہ یہ تعلقات زبردست کمزوری کا باعث بنتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں خبردار کیا ہے، **مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ " جن لوگوں نے اللہ کے سوا (اوروں کو) کارساز بنا رکھا ہے اُن کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک (طرح کا) گھر بناتی ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں سے کمزور مکڑی کا گھر ہے کاش یہ (اس بات کو) جانتے"(العنکبوت 29:41)**۔ کفار ہماری طرف نام نہاد دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں مگر دوستی کے نام پر وہ ہمیں اپنی سازشوں میں باندھتے چلے جاتے ہیں اور ہماری صورتحال مزید خراب ہوجاتی ہے۔

مسلم دنیا میں کوئی ایک بھی ملک ایسا نہیں جس نے کفار کی معاونت لی ہو اور اس کے حصے میں مزید تباہی و بربادی اور تکلیف نہ آئی ہو۔ لہٰذا کفار سے اپیل یا ان سے مل کر تنازعات کے حل کے لیے ان سے مدد طلب کرنے جیسے اعمال کو مکمل طور پر مسترد کیا جانا چاہیے۔ مسلمان لازمی ایک صف میں جمع ہوں اور طاقت و مضبوطی کے حصول کے لیے ایک دوسرے کے کندھے سے کندھا ملا کر خطے میں امریکا کی تباہ کن موجودگی کو اکھاڑ پھینکیں جس نے ہمارے خطے کو ایک طویل عرصے سے انتشار میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا "جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں، کیا یہ ان کے ہاں عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو عزت تو سب اللہ ہی کی ہے "(النساء 4:139)**۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **إِذَا وُسِّدَ الأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ " جب معاملات نااہلوں کے سپرد ہوجائیں تو قیامت کا انتظار کرنا "(بخاری)**۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم موجودہ حکمرانوں کو مسترد کردیں اور نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے لیے جدوجہد کریں جو دشمنوں کے مقابلے میں ہمارے اتحاد اور قوت کو یقینی بنائے گی۔ یہ صرف خلافت ہی ہوگی جو دشمن ریاستوں سے سفارتی تعلقات کو ختم کردے گی، سفارت خانوں کی آڑ میں چلنے والے ان کے جاسوسی کے اڈوں کو بند کرے گی، ان کے سازشی اہلکاروں کو ریاست بدر کرے گی اور مسلم علاقوں میں امریکہ کی تباہ کن موجودگی کو اکھاڑ پھینکے گی۔

اے پاکستان کے مسلمانو اور ان کی افواج اور خصوصاً پشتون قبائلی مظاہرین! تنازعے کی آگ اس لیے بھڑکی کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی گئی اور اس آگ کو ایک ہی صورت میں بجھایا جاسکتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی جانب پلٹا جائے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ "اور سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی رسی) کو مضبوط پکڑے رہنا اور تفرقہ میں نہ پڑنا اور اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اس سے بچالیا**

اس طرح اللہ تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ"(آل عمران 3:103)۔ اسلام کے رشتے کے علاوہ کسی بھی اور رشتے کی بنیاد پر لوگوں کو پکارنا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **مَنْ قُتِلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يَدْعُو عَصَبِيَّةً أَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ " جو اندھے (گمراہی) کے جھنڈے تلے مارا گیا اور وہ عصبیت کی طرف بلاتا تھا، یا عصبیت کی مدد کرتا تھا، تو وہ جاہلیت کی موت مرا"(مسلم)۔** تو مسلمانوں کو کسی بھی ایسی پکار کو مسترد کر دینا چاہیے جو قبائلی یا قوم پرستی کی بنیاد پر ہو اور انہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رسّی کو ہی مضبوطی سے تھامے رکھنا چاہیے کیونکہ یہی ہماری طاقت کی کُنجی ہے۔

اے پاکستان کے مسلمانو اور ان کی افواج اور خصوصاً پشتون قبائلی مظاہرین! ہم موجودہ حکمرانوں سے اس تنازعے کے حل کی توقع نہیں رکھتے کیونکہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی نہیں کرتے بلکہ اس گناہ گار اور نااہل قیادت کی موجودگی میں تنازعے میں صرف شدت ہی پیدا ہو گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **إِذَا وُسِدَ الأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ " جب معاملات نااہلوں کے سپرد ہو جائیں تو قیامت کا انتظار کرنا "(بخاری)۔** ہم پر لازم ہے کہ ہم موجودہ حکمرانوں کو مسترد کر دیں اور نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے لیے جدوجہد کریں جو دشمنوں کے مقابلے میں ہمارے اتحاد اور قوت کو یقینی بنائے گی۔ یہ صرف خلافت ہی ہو گی جو دشمن ریاستوں سے سفارتی تعلقات کو ختم کر دے گی، سفارت خانوں کی آڑ میں چلنے والے ان کے جاسوسی کے اڈوں کو بند کرے گی، ان کے سازشی اہلکاروں کو ریاست بدر کرے گی اور مسلم علاقوں میں امریکہ کی تباہ کن موجودگی کو اکھاڑ پھینکے گی۔ اور یہ صرف خلافت ہی ہو گی جو اسلام کی بنیاد پر امت کو کھڑا کرے گی اور اس کے حوصلوں کو بلند کرے گی اور اسلام کے خلاف مغرب کی جنگ میں پولیس مین کا کردار ادا نہیں کرے گی۔ خلافت جبری اغوا کیے گئے لوگوں کو رہا کرے گی اور اسلام کے مطابق تمام شہریوں کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دے گی۔ تو مسلمانوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی کو بحال کرنے کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے۔ صرف خلافت ہی ایمان والوں کے دلوں میں لگے زخموں کو بھرے گی، چاہے کفار کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔

حزب التحریر

ولایہ پاکستان

27 رمضان 1440 ہجری

یکم جون 2019ء

ختم شد

بقیہ صفحہ 34 سے

ج۔ یہ معاملہ کسی تیسرے ملک کو بیچا جائے جیسے بھارت، جو چین کا محاصرہ کرنے کے لیے امریکی حکمت عملی کا حامی ہے، تاکہ روس کو ٹھنڈا کیا جاسکے۔

ایسا لگتا ہے کہ سب سے زیادہ امکان پہلے ممکنہ نکتے (ا) کا ہے، کیونکہ یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ دونوں اطراف کے بیانات اس کے لیے راہ ہموار کر رہے ہیں، مثلاً شینا ہن کا 2 اپریل 2019 کو مندرجہ بالا بیان، اور روسی نائب وزیر اعظم برائے فوجی صنعت کا بیان: "اس کا ڈر نہیں کہ ترکی ایس-400 کا معاہدہ ختم کر دے گا۔ الجزیرہ 3/4/2019"، اور جو الجزیرہ نے اسی دن 3/4/2019 کو رپوٹ کیا: "روسی ڈوما کی دفاعی کمیٹی کے چیئرمین، ولادمر شمانوو نے ترکی کے روس کے ساتھ ایس-400 میزائل معاہدے کے ختم کرنے کے امکان کا انکار نہیں کیا۔۔۔ الجزیرہ نیٹ 3/4/2019"، اور جو العربیہ الحدث الیوم نے 4/4/2019 کو بیان پیش کیا: "ترکی واشنگٹن کے ساتھ مل کر روسی ایس-400 میزائل نظام کے خطرات پر بحث کرنا چاہتا ہے"۔ یہ تمام پہلے ممکنہ نکتے کا امکان ظاہر کرتا ہے، یعنی روس کے ساتھ میزائل معاہدہ نہ کیا جائے، یعنی معاہدہ ختم کر دیا جائے۔

29 رجب 1440 ہجری

4/4/2019ء

ختم شد

پاکستان کے حکمرانوں نے آئی ایم ایف کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے ہیں تاکہ ہمارے وسائل سے استعماری منصوبوں، کمپنیوں اور قرضے دینے والوں کے مفادات کو پورا کیا جائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

11 جون 2019 کو وزیر مملکت برائے محصولات حماد اظہر نے پی ٹی آئی حکومت کا قومی بجٹ پیش کیا جو عوام پر بجلی بن کر گرا۔ ایک ایسے وقت میں جب لین دین اور پیداوار پر بھاری ٹیکسوں کی وجہ سے پہلے ہی معیشت کا گلہ گھٹ چکا ہے اور فیڈرل بورڈ آف ریونیو(FBR) گذشتہ مالی سال 19-2018 میں 4150 ارب روپے محصولات کا نظر ثانی شدہ ہدف بمشکل پورا کر سکا ہے ، ایف بی آر کو اس مالی سال 5555 ارب روپے ٹیکس کا تاریخی ہدف حاصل کرنے کے لیے عوام کے پیچھے لگا دیا گیا ہے، جو پچھلے مالی سال کے محصولات کے ہدف سے 33 فیصد زائد ہے۔ آئی ایم ایف(IMF) سے 6 ارب ڈالر قرض کی پہلی قسط (تقریباً 900 ارب روپے) کے حصول کے لیے حکمرانوں نے ٹیکسوں کی سطح میں کمر توڑ اضافہ کر دیا ہے جبکہ جنرل سیلز ٹیکس (GST) اور انکم ٹیکس جیسے ظالمانہ سرمایہ دارانہ ٹیکس یہ دیکھ کر نہیں لگائے جاتے کہ ٹیکس ادا کرنے والے پر ذمہ داریوں کا بوجھ کتنا ہے اور وہ کس قدر مالی مشکلات سے دوچار ہے۔

بے رحم حکمرانوں نے اُن لوگوں پر بھی ٹیکس عائد کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کی جن پر زکوٰۃ تک عائد نہیں ہوتی بلکہ جو زکوٰۃ لینے کے حقدار ہیں۔ علاوہ ازیں یہ حکمران اِن کمر توڑ ٹیکسوں کو اس طرح پیش کرتے ہیں جیسے یہ ظالمانہ ٹیکس ادا کرنا ایک فریضہ اور فخر و ثواب کا کام ہے۔ حکمران غریب اور مشکلات میں مبتلا لوگوں پر ٹیکسوں کا بوجھ ڈال رہے ہیں جبکہ ہمارے عظیم دین اسلام میں محصولات ان لوگوں سے وصول کیے جاتے ہیں جو معاشی طور پر آسودہ ہوں جیسا کہ زکوٰۃ اُن لوگوں سے وصول کی جاتی ہے جن کے پاس نصاب سے زیادہ سونا چاندی، کرنسی، مالِ تجارت یا مویشی ہوں، یا خراج اُن لوگوں سے لیا جاتا ہے جو زرعی زمین کے مالک ہوں۔ یہ حکمران لوگوں سے ظالمانہ ٹیکس اکٹھے کرتے ہیں جبکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ (یعنی شرع) کی اجازت کے بغیر مسلمانوں کی دولت میں سے کچھ بھی لینا گناہ ہے ،اور اس جرم کا ارتکاب کرنے والا اپنے اوپر اللہ کی سزا کو واجب کر لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ** "ایک مسلمان کی سب چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں اس کا خون، اس کا مال، اور عزت و آبرو "(مسلم)۔

حکمران ریاستِ مدینہ بنانے کے جھوٹے دعوے کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ سرمایہ دارانہ ٹیکسوں کے حصول کے لیے لوگوں کا خون نچوڑ رہے ہیں جبکہ ہمارے دین کا نفاذ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ بھاری صنعتوں، توانائی اور معدنیات کے شعبوں کے ذریعے ریاست کے بیت المال کے پاس خاطر خواہ محاصل جمع ہوں۔ خلافت اس بات کو یقینی بنائے گی کہ معیشت کے اُن شعبوں میں جہاں بھاری سرمایہ کاری درکار ہوتی ہے ، جیسا کہ بھاری صنعتیں، ٹرانسپورٹ، تعمیرات اور ٹیلی کمیونی کیشن وغیرہ، ان شعبوں میں ریاست حاوی ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت عنان،ابدان اور مضاربہ کمپنیوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے جن کی وجہ سے نجی کمپنیوں کے لیے سرمایے کی دستیابی خود بخود محدود ہو جاتی ہے۔ خلافت اس بات کو بھی یقینی بنائے گی کہ توانائی کے شعبے اور معدنی ذخائر سے حاصل ہونے والے محاصل پورے معاشرے پر خرچ کیے جائیں نہ کہ ان کی نجکاری کی جائے کہ جس کے نتیجے میں صرف چند افراد ان وسائل سے فائدہ اٹھا کر ارب پتی بن جائیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ الْمَاءِ وَالْكَلَإِ وَالنَّارِ** "مسلمان تین چیزوں میں شراکت دار ہیں: پانی، چراہ گاہیں اور آگ (توانائی)"(مسند احمد)۔

ایک ایسے وقت میں جب مودی کی قیادت میں ہندو ریاست نے پاکستان کے خلاف جارحانہ کاروائیوں اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے خلاف مظالم میں اضافہ کر دیا ہے تو پاکستان کے بصیرت سے عاری حکمرانوں نے دفاعی بجٹ کو 1150 ارب روپے کی سطح پر منجمد کر دیا ہے۔ حکومت کی جانب سے روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے در حقیقت دفاعی بجٹ منجمد نہیں ہوا بلکہ پہلے سے کم ہو گیا ہے جو کہ ایک خطرناک عمل ہے کیونکہ اِس وقت امریکہ کی خواہش یہ ہے کہ پاکستان ہندو ریاست سے "نارملائزیشن" کے ذریعے خطے میں ہندو ریاست کی بالادستی کے قیام کے لیے راہ

ہموار کرے۔ غافل حکمران یہ قدم اٹھا رہے ہیں جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی فوجی صلاحیت اور طاقت پر خاص توجہ دیں تاکہ دشمن کو حملہ یا کوئی سازش کرنے کی جرأت ہی نہ ہو۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔ **وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ**"اور تم ان کے خلاف بھرپور تیاری کرو ، قوت اور پلے ہوئے گھوڑوں سے، جن کے ذریعے تم اپنے اور اللہ کے دشمنوں پر دھاک بٹھا سکو اور اُن پر بھی جنہیں تم نہیں جانتے لیکن اللہ جانتا ہے۔ اور تم جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کروگے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا نقصان نہیں کیا جائے گا "(الانفال 8:60)۔

یہ گناہ گار حکمران پاکستان کے مسلمانوں کو ٹیکسوں کے حصول کے لیے نچوڑ رہے ہیں اور ان کی افواج کو درکار وسائل سے محروم رکھ رہے ہیں لیکن قرضوں پر سود کی ادائیگی کے لیے کھلے ہاتھوں سے 2891.4 ارب روپے خرچ کرنے جا رہے ہیں جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایاہے:۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ - فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ**ﷺ " مومنو! اللہ سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو۔ اگر ایسا نہ کروگے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کے لئے (تیار ہوتے ہو)"(البقرۃ 279-278)۔

اور استعمار کی خدمت گزاری کے لیے یہ سب کچھ کرنا کافی نہ تھا کہ حکومتِ پاکستان ہمارے وسائل اور عوامی اداروں کو غیر ملکی سرمایہ کاروں کی ملکیت میں دینے کی آئی ایم ایف کی پالیسی کی مکمل حمایت کر رہی ہے جس کے نتیجے میں مقامی معیشت پر استعماری کمپنیوں کا کنٹرول مزید بڑھ جائے گا جبکہ دوسری طرف ٹیکسوں اور قرضوں پر ریاست کے انحصار میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ حکومت نے آئی ایم ایف کے مطالبے پر روپے کی قدر میں کمی کی تاکہ استعماری کمپنیاں ملکی وسائل اور کمپنیوں کو آسانی سے خرید سکیں کیونکہ روپے کی قدر میں کمی سے مقامی معیشت میں غیر ملکی کرنسی کی قوتِ خرید بڑھ جاتی ہے جبکہ ملک میں مہنگائی کا طوفان آجاتا ہے۔ استعماری کمپنیوں کے منافع کو زیادہ سے زیادہ کرنے کے لیے حکومت آئی ایم ایف کی ہدایت کے سامنے سرنگوں ہو گئی ہے اوران کمپنیوں کو ٹیکس میں مراعات فراہم کر رہی ہے تاکہ یہ استعماری کمپنیاں زیادہ سے زیادہ منافع کما سکیں ۔ یہ ہے غیر ملکی سرمایہ کاری (FDI) کی حقیقت جو کہ ہمارے وسائل اور پیداوار پر قبضہ کرنے کا استعماری آلہ ہے۔

اے پاک سرزمین پاکستان کے مسلمانو!

حکومت آئی ایم ایف کی اطاعت میں ٹیکسوں کے حصول کے لیے ہمیں نچوڑ رہی ہے اور ایک ایسے وقت میں کہ جب ہمیں دشمن کی جارحیت کا سامنا ہے ہماری افواج کی ضروریات سے غفلت برت رہی ہے، محض اس لیے کہ قرض دینے والے استعماری ادارے اپنی سودی قسطیں وصول کر سکیں،استعماری کمپنیاں پاکستان کے وسائل اورانفراسٹرکچر کو اپنے مفاد میں استعمال کر سکیں اور خطے میں ہندو ریاست کی بالادستی کے استعماری منصوبے کو آگے بڑھایا جاسکے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پاکستان کو بیش بہا اور وسیع قدرتی وسائل کے ساتھ ساتھ متحرک نوجوانوں کی بہت بڑی آبادی سے نوازا ہے لیکن ان حکمرانوں کی جانب سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات کے متکبرانہ انکار نے اس بات کو یقینی بنادیا ہے کہ ہم غربت، مصائب اور مشکلات کے طوفان میں ہی گھرے رہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:۔ **أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ - جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ**" کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا۔ اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں لا اُتارا۔(وہ گھر) دوزخ ہے۔ (سب ناشکرے) اس میں داخل ہوں گے۔ اور وہ برا ٹھکانہ ہے"(ابراہیم 29-28)۔ اب اور کتنی تباہی، بدحالی اور ذلت کا سامنا کرنا باقی ہے کہ ہمیں یہ سمجھ آجائے کہ ہمارے لیے یہ لازم ہے کہ ہم نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کی جدوجہد کے لیے کمربستہ ہو جائیں؟ تو اے مسلمانو! اب اور کیا دیکھنا باقی ہے؟

حزب التحریر

ولایہ پاکستان

9شوال1440ہجری

12جون2019ء

ختم شد

سوال وجواب: وحدت المطلع اور رمضان کے ہلال کو دیکھنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

"فلسطین اور کیلیفورنیا میں دس گھنٹوں کا فرق ہے۔ جس وقت کیلی فورنیا میں ہلال دیکھنے کی کوشش کی جاتی ہے اس وقت ہمارے علاقے فلسطین میں فجر کو گزرے بھی تین گھنٹے گزر چکے ہوتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا تعین ہوئے بغیر پوری رات گزر گئی کہ آیا ہلال نظر آیا ہے کہ نہیں، لہٰذا اس دن یعنی بدھ کے دن ہمارا (یکم رمضان کا) روزہ نہ رکھنا درست تھا۔ ہمارے علاقے اور کیلی فورنیا کے درمیان رات کا کوئی حصہ مشترک نہیں ہے، اور یہ بات ہلال کے دیکھنے کے حوالے سے اہم بات ہے، اور یہ کہ پوری رات گزر گئی لیکن ہلال نظر نہیں آیا ہے جبکہ اس کی پیدائش ہوچکی تھی، لہٰذا اس اصول کا ہم پر اطلاق ہوتا ہے "کہ وہ ہمارے نظر سے اوجھل ہوگیا"۔ اس طرح ہمارا روزہ نہ رکھنا درست ہے اور شرعی اصول کے مطابق ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ شوال کے دن اس نیت سے روزہ رکھنا کہ بدھ کا جو روزہ چھوٹ گیا تھا وہ پورا ہوجائے تو اس دن روزہ رکھنے کی بالکل بھی اجازت نہیں ہے۔

اہم بات: وہ علاقے جو بین الاقوامی تاریخ کی لائن کے دونوں جانب واقع ہیں اور ایک دوسرے کے قریب ہیں تو چاند کے حوالے سے ان کا ایک ہی مطلع ہے، تو ان کا قمری مہینہ ایک ہی ہوگا اگرچہ ان کے درمیان چوبیس گھنٹوں کا فرق ہے، لہٰذا قمری مہینے کی ابتدا عالمی کیلنڈر کے دن کی نسبت سے نہیں بلکہ ہلال کے دیکھے جانے سے ہوگی۔

باقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

جواب:

وعلیکم اسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے آپ کا خط دیکھا، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ رمضان کے ہلال کو دیکھنے کے معاملے میں الجھن کا شکار ہیں---

میرے بھائی اس معاملے کو سمجھنے کے لیے کچھ باتوں کا پہلے اچھی طرح سے جاننا اور سمجھنا بہت ضروری ہے:

1۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ "روزہ رکھو چاند کے دِکھ جانے پر اور روزے ختم کرو چاند کے دِکھ جانے"**۔ یہ تمام مسلمانوں سے عمومی خطاب ہے جس کا مطلب ہے کہ اگر دنیا کے کسی بھی حصے میں ہلال نظر آجاتا ہے تو دنیا کے تمام مسلمانوں کو اس کی پیروی کرنی چاہیے---یہ بات اہم ہے تاکہ اس معاملے کو سمجھا جاسکے---میں پھر دہراتا ہوں کہ یہ بات اہم ہے تاکہ اس معاملے کو سمجھا جاسکے---

اس بات کی بنیاد پر کوئی بھی ایسی تشریح ناقابل فہم ہوگی جس کے مطابق مسلمانوں کو ایک ساتھ روزہ رکھنے اور ختم کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ تبنی کی گئی رائے کے خلاف بات ہوگی۔ لہٰذا آپ نے اپنے خط میں جو یہ بات کہی کہ اس دن کیلی فورنیا کے لوگوں پر روزہ رکھنا فرض تھا لیکن فلسطین کے لوگوں پر فرض نہیں تھا، اس حدیث کے فہم سے متصادم ہے جس کے مطابق مسلمان ایک ہی دن روزہ رکھنا شروع کریں اور ایک ہی دن اسے ختم کریں۔

2۔ آپ نے اپنے خط میں کیلی فورنیا اور فلسطین کے درمیان وقت کے فرق کا جو حساب بتایا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ آپ نے کہا: فلسطین اور کیلیفورنیا میں دس گھنٹوں کا فرق ہے۔ جس وقت کیلی فورنیا میں ہلال دیکھنے کی کوشش کی جاتی ہے اس وقت ہمارے علاقے فلسطین میں فجر کو گزرے بھی تین گھنٹے ہو چکے ہوتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا تعین ہوئے بغیر پوری رات گزر گئی کہ آیا ہلال نظر آیا ہے کہ نہیں، لہٰذا اس دن یعنی بدھ کے دن ہمارا (یکم رمضان کا) روزہ نہ رکھنا درست تھا۔ ہمارے علاقے اور کیلی فورنیا کے درمیان رات کا کوئی حصہ مشترک نہیں ہے، اور یہ بات ہلال کے دیکھنے کے حوالے سے اہم بات ہے، اور یہ کہ پوری رات گزر گئی لیکن ہلال نظر نہیں آیا ہے جبکہ اس کی پیدائش ہوچکی تھی، لہٰذا اس اصول کا ہم پر اطلاق ہوتا ہے "کہ وہ ہمارے نظر سے اوجھل ہوگیا"۔ اس طرح ہمارا روزہ نہ رکھنا درست ہے اور شرعی اصول کے مطابق ہے۔ جہاں تک اس بات کا

تعلق ہے کہ شوال کے دن اس نیت سے روزہ رکھنا کہ بدھ کا جو روزہ چھوٹ گیا تھا وہ پورا ہو جائے تو اس دن روزہ رکھنے کی بالکل بھی اجازت نہیں ہے۔(ختم شد)

وقت کے فرق کا حساب کتاب ایسے نہیں ہے:

ا-جی ہاں فلسطین اور کیلی فورنیا کے درمیان دس گھنٹوں کا فرق ہے۔ فلسطین کا طول 35 درجے مشرق ہے جبکہ کیلی فورنیا کا طول 120 درجے مغرب ہے جس کا مطلب ہے کہ ان کے درمیان فرق =120+35 155 ہے۔ ہر ایک طول کے درمیان وقت کا فرق تقریباً 4 منٹ ہوتا ہے تو اس طرح ان کے درمیان تقریباً دس گھنٹوں کا فرق ہے، لیکن یہ فرق آگے کی جانب ہے نہ کہ پیچھے کی جانب۔ لہٰذا ہم فلسطین میں رہنے والے کیلی فورنیا سے دس گھنٹے آگے ہیں نہ کے پیچھے ہیں۔ جب کیلی فورنیا میں سورج غروب ہوتا ہے یعنی جب ان کی جمعرات کی رات شروع ہوتی ہے، مثال کے طور پر 6 بجے شام(18:00)، تو اس وقت ہماری جمعرات کی رات ختم ہونے والی ہوتی ہے یعنی ہمارا وقت 28=10+18 ہوتا ہے جو کہ جمعہ کی صبح کے 4 بجے ہوتے ہیں یعنی کہ فجر کی اذان سے پہلے کا وقت۔۔۔ آپ نے دس گھنٹے پیچھے کا حساب لگایا۔ آپ نے کہا ہمارا وقت 18- 10=8 بجے صبح کا ہو گا۔ کیونکہ فلسطین میں جب کسی بھی دن صبح کے آٹھ بجے ہوں گے تو اس وقت کیلی فورنیا میں رات کے دس بجے ہوں گے اور وہ رات پچھلے گزرے دن کی ہو گی۔۔۔ لہٰذا فلسطین میں کسی بھی دن کا طلوع آفتاب کیلی فورنیا کے طلوع آفتاب کے دن سے پہلے کا ہو گا۔ اور اسی طرح فلسطین میں غروب آفتاب کیلی فورنیا سے پہلے ہوتا ہے۔ جب کیلی فورنیا میں سورج غروب ہوتا ہے مثال کے طور پر منگل کو 6 بجے (18:00) شام کو یعنی بدھ کی رات تو اس وقت فلسطین میں بدھ کی صبح کے چار بج رہے ہوں گے۔ لہٰذا ان دونوں علاقوں کے درمیان رات کا کچھ حصہ مشترک ہو گا چاہے وہ کتنا ہی مختصر ہی کیوں نہ ہو۔

ب-لیکن پھر بھی ہم یہ تصور کر لیتے ہیں کہ ان دونوں علاقوں کی رات کا کوئی حصہ مشترک نہیں ہے، تب بھی ان کا روزہ ایک ہی دن شروع اور ایک ہی دن ختم ہو گا، اور اس بات کی وضاحت یہ ہے:

۔ فرض کر لیتے ہیں کہ تین مختلف علاقے ب، ت اور ج ہیں۔ "ب" کا رات کا کچھ حصہ "ت" کے ساتھ مشترک ہے، لہٰذا یہ دونوں علاقے ایک ساتھ روزہ شروع کرتے اور ایک ساتھ ختم کرتے ہیں۔۔۔ اسی طرح "ت" کی رات کا کچھ حصہ "ج" کے ساتھ مشترک ہے تو اس طرح "ج" کے لوگ "ت" کے لوگوں کے ساتھ روزہ رکھتے اور ختم کرتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ "ب" پر لازم ہے کہ وہ "ج" کے ساتھ روزوں کی شروعات کرے اور اس کے ساتھ ختم کرے چاہے ان کی رات کا کچھ حصہ مشترک ہے یا نہیں۔ کیونکہ "ب" کی رات کا کچھ حصہ "ت" کی رات کے ساتھ مشترک ہے اور وہ دونوں ایک ساتھ روزوں کی ابتدا کرتے ہیں اور ایک ساتھ ہی ختم کرتے ہیں، اور "ت" کی رات کا کچھ حصہ "ج" کی رات کے ساتھ مشترک ہے اور وہ دونوں ایک ساتھ روزوں کی ابتدا کرتے ہیں اور ایک ساتھ ہی ختم بھی کرتے ہیں۔ اور چونکہ اس حقیقت کا اطلاق دنیا کے ہر علاقے پر ہوتا ہے، اس لیے اس حدیث، صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ " روزہ رکھو چاند کے دِکھ جانے پر اور افطار کرو چاند کے دِکھ جانے پر "، کا اطلاق بھی دنیا کے تمام علاقوں پر ہوتا ہے۔

3۔ لہٰذا اگر فلسطین اور کیلی فورنیا کے درمیان رات کا کچھ حصہ مشترک نہ بھی ہو، جیسا کہ آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے، لیکن ان کے درمیان کوئی علاقہ جیسا کہ افریقہ ہے جس کی رات کا ایک حصہ فلسطین کے ساتھ مشترک ہے اور ایک حصہ کیلی فورنیا کے ساتھ مشترک ہے، لہٰذا وہ اسی وقت روزے کی ابتدا کرتے ہیں جب کیلی فورنیا اور فلسطین میں روزے شروع ہوتے ہیں اور روزے ختم کرتے ہیں جب فلسطین اور کیلی فورنیا میں روزے ختم ہوتے ہیں۔۔۔ اور اس طرح کیلی فورنیا اور فلسطین ایک ساتھ روزے شروع کرتے ہیں اور ایک ساتھ ختم کرتے ہیں، اور اسی طرح دنیا کے تمام علاقے ایک ساتھ روزے شروع کرتے اور ختم کرتے ہیں، اور اس طرح رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا اطلاق ہوتا ہے اور مسلمان ایک ساتھ روزے شروع اور ختم کرتے ہیں۔

4۔ لیکن اگر ہم وہ بات لیں جو آپ نے سوچی یعنی کہ رات کا کچھ حصہ کیلی فورنیا اور فلسطین کے درمیان مشترک ہونا چاہیے تا کہ وہ ایک ساتھ روزے شروع اور ختم کر سکیں، اور اگر ان کی رات کا کچھ حصہ مشترک نہیں جیسا کہ آپ کے خط میں بتایا گیا ہے تو پھر

رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا مطلب تبدیل ہو جاتا ہے جس کے مطابق تمام مسلمانوں کو ایک ساتھ روزے شروع اور ختم کرنے چاہیے۔ اور یقیناً یہ بات اس کے متضاد ہے جس کی ہم نے تبنی کی ہے اور جس کی ہم دعوت دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے روزوں کی ابتدا اور اس کا اختتام ایک ساتھ ہونا چاہیے۔ ہم نے اس حوالے سے لیفلٹ 25 شعبان 1415 ہجری بمطابق 14 دسمبر 1998 کو جاری کیا تھا۔

5۔ جہاں تک آپ کا یہ کہنا ہے کہ جب فلسطین میں رات شروع ہوتی ہے اس وقت کیلی فورنیا میں سورج نکلا ہوتا ہے تو روزہ کس طرح ہو سکتا ہے، تو اس بات کو سمجھنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اگر ہم بدھ کے دن بعد مغرب کا ہلال دیکھ لیتے ہیں تو جب کیلی فورنیا میں بدھ کا سورج غروب ہوگا، تو ہمارا ہلال کو دیکھ لینا ان پر جمعرات کے دن روزہ رکھنا فرض کردے گا چاہے انہیں ہلال نظر آئے یا نہ نظر آئے۔۔۔ لیکن اگر ہمیں فلسطین میں ہلال بدھ کے دن بعد مغرب نظر نہیں آتا اور اگر وہ بدھ کے دن بعد مغرب اپنے علا قے میں ہلال دیکھ لیتے ہیں اور ہمیں اس کی اطلاع جمعرات کو ظہر کے وقت ملتی ہے تو ہمیں یہ ایک روزہ بعد میں پورا کرنا ہوگا۔ اس بات کا اطلاق مہینے کی شروعات اور اختتام یعنی عید کی رات پر ہوتا ہے۔۔۔ ایسا ایک واقع رسول اللہ ﷺ کے وقت میں پیش آیا تھا۔ احمد نے اپنی مسند میں عمیر بن انس سے روایت کیا کہ ان کے چچا نے رسول اللہ ﷺ ﷺ کے انصاری صحابہؓ سے سنا کہ رسول اللہ نے فرمایا: غُمَّ عَلَيْنَا هِلَالُ شَوَّالٍ فَأَصْبَحْنَا صِيَاماً فَجَاءَ رَكْبٌ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ فَشَهِدُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالأَمْسِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم (أَنْ يُفْطِرُوا مِنْ يَوْمِهِمْ وَأَنْ يَخْرُجُوا لِعِيدِهِمْ مِنَ الْغَدِ) "ا یک بار (ابر کی وجہ سے) ہمیں شوال کا چاند دیکھائی نہ دیا تو صبح ہم نے روزہ رکھا پھر اخیر دن میں چند سوار آئے اور نبی ﷺ کے سامنے یہ شہادت دی کہ کل انہوں نے چاند دیکھ لیا تھا تو نبی ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ افطار کر ڈالیں اور کل صبح عید کے لئے نکلیں"۔

تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس دن روزہ توڑنے کا حکم دیا جسے وہ رمضان کا حصہ سمجھ رہے تھے جبکہ کچھ لوگوں نے مدینہ المنورہ سے باہر شوال کا ہلال دیکھ لیا تھا۔ ان سواروں نے مدینہ پہنچنے سے قبل ہلال دیکھ لیا تھا لیکن مدینہ کے لوگ نہیں جانتے تھے کہ ان سواروں نے ہلال دیکھ لیا ہے، لہٰذا انہوں نے روزہ رکھا لیکن جیسے ہی انہیں اس حقیقت کا علم ہوا کہ کچھ مسلمانوں نے ہلال دیکھ لیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس دن روزہ توڑنے کا حکم دیا۔ آج میڈیا کی سہولت میسر ہے اور ریاستیں ہلال کے نظر آنے کی خبر چند لمحوں میں پوری دنیا تک پہنچا سکتی ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ روزے کی شروعات کریں اور روزوں کا اختتام کردیں جیسے ہی انہیں دنیا کے کسی بھی خطے سے ہلال نظر آنے کی اطلاع ملے۔

لہٰذا یہ کوئی مشکل معاملہ نہیں ہے بلکہ اللہ جن کے لیے آسان کردے ان کے لیے یہ معاملہ آسان ہے خصوصاً جب مواصلات آج کے دور میں اس قدر تیز ہوگئی ہے کہ پلک جھپکتے خبر دنیا کی کسی بھی کونے میں پہنچ جاتی ہے۔

6۔ جہاں تک اس دن کا تعلق ہے جس میں شبہ ہو، جس کا آپ نے ذکر نہیں کیا ہے، لیکن یہ شعبان کا تیسواں دن ہے، جس میں آپ تک زمین کے کسی بھی حصے سے مسلمانوں کی جانب سے ہلال دیکھنے کی شہادت نہیں پہنچی، اور اس دن روزہ رکھنے کی اجازت نہیں، لہٰذا اگر آپ تک یہ خبر پہنچے کہ کسی نے ہلال دیکھ لیا ہے اور آپ نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا کیونکہ آپ یہ سمجھ رہے تھے کہ اس دن شبہ ہے، اور اگر آپ تک خبر پہنچتی ہے کہ کسی نے چاند دیکھ لیا ہے تو اب یہ شبہ کا دن نہیں ہے (بلکہ پہلی رمضان ہے) لیکن آپ پر لازم ہے کہ آپ بعد میں قضا کے طور پر ایک روزہ رکھیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ کی حدیث: صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ "روزہ رکھو چاند کے دِکھ جانے پر" پوری دنیا پر لاگو ہوتی ہے اور اس کے برخلاف کوئی بھی بیان غلط اور محال ہے، اور اللہ ہی بہتر جانتے ہیں اور اللہ ہی سب سے بڑھ کر دانشمند ہیں۔

آخر میں ہم یہ کہیں گے کہ کیا آپ کے لیے یہ بہتر نہیں ہوتا کہ آپ یہ سوال ایک دریافت کرنے والے کے طور پر کرتے نہ کہ رپورٹر کے طور پر پوچھتے؟

آپ کا بھائی

عطا بن خلیل ابو الرشتہ

22 شعبان 1440 ہجری

28 اپریل 2019ء

ختم شد

سوال وجواب: نُصرۃ طلب کرنا اور حزب اس وقت کس مرحلے میں ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:

السلام علیکم شیخ۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کو اپنے نیک اعمال کا بدلہ دے اور اس راستے پر ثابت قدم رہنے میں مدد فرمائے۔ میرا سوال خلافت قائم کرنے کے لیے نبوت کے طریقۂ کار سے متعلق ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اس طریقے میں تین مراحل ہیں۔۔۔اس پیراگراف سے میں یہ سمجھی ہوں کہ طلبِ نصرت کا تعلق دوسرے مرحلے سے ہے۔ میں نے حزب کے کئی قابلِ اعتماد اشخاص سے اس کے بارے میں پوچھا، مگر اس تصور سے متعلق ان کی آراء منقسم نظر آئیں۔ کوئی کہتا ہے کہ طلبِ نصرت تیسرے مرحلے سے متعلق عمل ہے، جبکہ کچھ حضرات کا خیال ہے کہ اس کا تعلق دوسرے مرحلے کے ساتھ ہے، چنانچہ یہ عمل معاشرے کے ساتھ تعامل وتفاعل(interaction) کے متوازی چلتا رہتا ہے۔ ان مختلف جوابات کے تناظر میں، میں جاننا چاہوں گی کہ موجودہ حالات میں حزب کس مرحلے میں ہے۔ جزاک اللہ خیراً

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے "تبدیلی کے لیے حزب التحریر کا منہج" کے کتابچہ میں سے مندرجہ ذیل مقام سے متعلق پوچھا ہے:

۔۔۔حزب اس مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی کہ نصرت طلب کرنے کا کام پہلے مرحلے میں تربیت کے کام سے اور دوسرے مرحلے میں تفاعل کے کام سے مختلف ہے۔ اگرچہ دوسرے مرحلے یعنی تفاعل کے مرحلے میں یہ چیز حاصل ہوجاتی ہے۔ نیز یہ اس طریقے کا جزو ہے، جس کی اتباع اُس وقت واجب ہوجاتی ہے جب دعوت کی ذمہ داری اُٹھانے والوں کے سامنے معاشرے کے راستے مسدود اور جامد ہوجائیں، اور ان کو سخت ایذائیں دی جانے لگیں۔ اس لیے حزب نے اپنے اعمال میں نُصرت حاصل کرنے کے عمل کا بھی اضافہ کیا، اور اسے اصحابِ قوت سے طلب کرنا شروع کیا، اور یہ کام دو مقاصد کے پیشِ نظر کیا گیا:

نمبر1: تحفظ حاصل کرنے کی غرض سے تاکہ دعوت کا کام سلامتی واطمینان سے کیا جاسکے۔

نمبر2: خلافت کے قیام کے لیے حکمرانی حاصل کرنے کی خاطر، تاکہ زندگی، ریاست اور معاشرے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو دوبارہ نافذ کیا جاسکے۔

حزب نے نصرت طلب کرنے کے ساتھ ساتھ وہ تمام کام بھی جاری وساری رکھے، جو وہ پہلے سے کرتی چلی آرہی تھی۔ یعنی حلقات کی صورت میں مرتکز تثقیف (تربیت)، امت کی اجتماعی تربیت وتثقیف کا سلسلہ، امت کو اسلام کی ذمہ داری اٹھانے کے لیے تیار کرنے پر توجہ اور امت میں رائے عامہ پیدا کرنا، کفریہ استعماری طاقتوں کے خلاف جد وجہد، ان کے منصوبوں کو بے نقاب کرنا اور ان کی سازشوں سے خبردار کرنا، حکمرانوں کو سرزنش کرنا اور امت کے امور کی دیکھ بھال اور اس کے مفادات کو اختیار کرنا۔ چنانچہ تیسرا مرحلہ تب آئے گا جب خلافتِ راشدہ کا قیام ہوگا اور اس دن مسلمان اللہ کی نصرت پر خوشی منائیں گے۔۔۔الخ) یہاں تک منہج کی عبارت ختم ہوئی۔ آپ نے یہ بھی پوچھا ہے کہ کیا نصرت طلب کرنے کا عمل دوسرے مرحلے میں ہوتا ہے، یعنی تفاعل کے مرحلے میں؟، یا تیسرے مرحلے یعنی اقتدار حاصل کرلینے کے مرحلے میں؟۔۔۔ آپ نے یہ بھی پوچھا ہے کہ حزب اس وقت کہاں کھڑی ہے؟

اسی جیسے سوال کا ہم اس سے پہلے بھی 13 شعبان 1434 ہجری بمطابق 22 جون 2013ء کو تفصیلی جواب دے چکے ہیں، شاید آپ نے وہ جواب نہیں پڑھا، اس لیے اسی کو یہاں نقل کیے دیتا ہوں، یہ بالخصوص آپ کے سوال کی پہلی شق کا براہِ راست جواب ہے، لیجیے:

نصرت طلب کرنا تفاعل کے مرحلے کے اواخر میں ہوتا ہے، جب اہلِ قوت ہمارے اس مطالبے کو قبول کریں گے اور وہ تبدیلی لانے کی قابلیت بھی رکھتے ہوں، تب تیسرا مرحلہ ان شاء اللہ گویا قریب آیا ہوگا۔ ہم نے اپنی کتابوں، بالخصوص "المنہج" میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کی ہے، چند امور کی وضاحت یہ ہے:

1- رسول اللہ ﷺ نے تفاعل کے مرحلے میں ہی نصرت طلب کرنے کے کام کا آغاز کیا، جن دنوں رسول اللہ ﷺ کے چچا ابو طالب کی وفات ہوئی اس وقت مکّہ کا معاشرہ جمود کا شکار تھا اور آپ ﷺ کے آگے دعوت کی راہیں مسدود تھیں۔ ابو طالب کی موت کی وجہ سے قریش کی طرف سے رسول ﷺ کی ایذا رسانی میں اضافہ اور شدت آگئی جو وہ آپ

ﷺ کے چچا ابو طالب کی زندگی میں نہیں کرسکتے تھے، اس لیے ابو طالب کی زندگی میں رسول اللہ ﷺ کو جو حمایت حاصل تھی، ان کی موت کے بعد اس میں کمی واقع ہو گئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وحی کی کہ اپنے آپ کو عرب قبائل پر پیش کریں، یعنی ان سے اپنے لیے پشت پناہی اور نصرت طلب کریں تاکہ آپ ﷺ امن و سلامتی کے ساتھ اللہ کے پیغام کو پہنچا سکیں۔ ابنِ کثیر نے اپنی سیرۃ کی کتاب میں علی بن ابی طالبؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے بیان کیا؛ جب اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو عرب قبائل پر پیش کرنے کا حکم دیا تو آپ ﷺ میرے اور ابو بکر کے ساتھ "منیٰ" گئے جہاں ہمارا سامنا عربوں کی ایک مجلس سے ہوا"۔ ابنِ کثیر نے ابن عباس سے العباسؓ کا یہ قول نقل کیا کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لا أرى لي عندك ولا عند أخيك مَنَعَة، فهل أنت مخرجي إلى السوق غداً حتى نقرّ في منازل قبائل الناس - وكانت مجمع العرب - قال: فقلت هذه كِنْدَة وَلَفُّها، وهي أفضل من يَحُجُّ من اليمن، وهذه منازل بكر بن وائل، وهذه منازل بني عامر بن صعصعة، فاختر لنفسك، قال: فبدأ بكندة فأتاهم لا أرى لي عندك ولا عند أخيك مَنَعَة، فهل أنت مخرجي إلى السوق غداً حتى نقرّ في منازل قبائل الناس - وكانت مجمع العرب - قال: فقلت هذه كِنْدَة وَلَفُّها، وهي أفضل من يَحُجُّ من اليمن، وهذه منازل بكر بن وائل، وهذه منازل بني عامر بن صعصعة، فاختر لنفسك، قال: فبدأ بكندة فأتاهم"میں دیکھتا ہوں کہ مجھے آپ اور آپ کے بھائی کے ذریعے سے تحفظ حاصل نہیں ہے، تو کیا آپ کل میرے ساتھ بازار چلیں گے تاکہ ہم عرب قبائل کے مسکنوں میں وقت گزار سکیں۔ تو میں (العباس) نے کہا: یہ بنو کندہ ہے اور یہ یمن سے حج پر آنے والوں میں سے سب سے بہترین ہیں، اور یہ بکر بن وائل کے خیمے ہیں، اور یہ بنی عامر بن صعصعہ کے پڑاؤ ہیں۔ تو آپ ﷺ انتخاب کرلیں کس کے پاس جانا ہے۔ تو آپ ﷺ نے بنو کندہ سے شروعات کی اور ان کے پاس گئے"۔

2- اس وقت کے اہلِ قوت (قبائل) پر جن سے رسول اللہ ﷺ نصرت طلب کر رہے تھے، یہ واضح تھا کہ ان سے اس بات کا مطالبہ کیا جارہا ہے کہ وہ رسول ﷺ کی حفاظت کریں اور ان کے درمیان رہ کر اُنہیں ایک ایسا ڈھانچہ تشکیل دینے کا موقع دیا جائے جہاں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احکامات نافذ کیے جائیں، یعنی انہیں واضح طور پر اس بات کا ادراک تھا کہ نصرت ایک ریاست کو قائم کرنے کے لیے ہوگی جو حکومت بھی کرے گی اور جہاد بھی کرے گی۔ یہی وجہ تھی کہ بنو عامر بن صعصعہ سے جب رسول ﷺ نے نصرت دینے کی بات کی تو انہوں نے جواب دیا کہ : أرأيتَ إنْ نَحْنُ بَايَعْنَاكَ عَلَى أَمْرِكَ، ثُمَّ أَظْهَرَكَ اللهُ عَلَى مَنْ خَالَفَكَ، أَيَكُونُ لَنَا الْأَمْرُ مِنْ بَعْدِكَ؟ قَالَ: الْأَمْرُ إِلَى اللهِ يَضَعُهُ حَيْثُ يَشَاءُ قَالَ: فَقَالَ لَهُ: أَفَتُهدَف نحورُنا لِلْعَرَبِ دُونَكَ، فَإِذَا أَظْهَرَكَ اللهُ كَانَ الْأَمْرُ لِغَيْرِنَا! لَا حَاجَةَ لَنَا بِأَمْرِكَ؛ فَأَبَوْا عَلَيْهِ"آپ یہ بتائیں کہ اگر ہم آپ کو اس معاملے میں بیعت دیں، پھر اللہ تعالیٰ آپ کو مخالفین پر غلبہ دے دیں، تو کیا آپ کے بعد حکومت ہماری ہوگی؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا : یہ تو اللہ کے اختیار میں ہے جس کو چاہے دیدیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ رہ کر ہماری گردنیں عربوں کی تیروں اور نیزوں کا نشانہ بنیں، مگر جب آپ کو غلبہ ملے تو حکومت ہمارے علاوہ کسی اور کو مل جائے، ہمیں آپکی ایسی حکومت کی کوئی ضرورت نہیں، یعنی انہوں نے انکار کیا"۔ اس سے معلوم ہوا کہ انہیں بخوبی اس بات کا ادراک تھا کہ نصرت ریاست قائم کرنے کے لیے مانگی جارہی ہے، لہٰذا وہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد وہی اس ریاست کے حکمران بنیں۔ اسی

طرح جب رسول اللہ ﷺ نے بنو شیبان سے نصرت طلب کی، تو اس قبیلے نے کہا: وإنما نزلنا بين ضرتين، فقال رسول الله ﷺ: «ما هاتان الضرتان»؟ قال: أنهار كسرى ومياه العرب، وإنما نزلنا على عهد أخذه علينا كسرى لا نحدث حدثا ولا نؤوي محدثا، وإني أرى هذا الأمر الذي تدعو إليه مما تكرهه الملوك، فإن أحببت أن نؤويك وننصرك مما يلي مياه العرب فعلنا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ما أسأتم في الرد إذ أفصحتم بالصدق، وإن دين الله لن ينصره إلا من أحاطه من جميع جوانبه" ہم دو سوکنوں کے درمیان رہتے ہیں۔تو آپ ﷺ نے پوچھا: کون سی دو سوکنیں؟ انہوں نے کہا: کسریٰ کی نہریں اور عرب کے دریا، کسریٰ کے ساتھ ایک معاہدے کے تحت ہم یہاں رہ رہے ہیں، کہ ہم نہ کوئی گڑبڑ کریں گے، نہ ہی کسی گڑبڑ کرنے والے کو اپنے ہاں پناہ دیں گے، میں سمجھتا ہوں کہ جس کام کی دعوت آپ دے رہے ہیں، بادشاہ اس کو ناپسند کرتے ہیں، پس اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم عربوں کے پانیوں کے آس پاس سے آپ کی حفاظت کریں اور مدد دیں تو ہم ایسا کر سکتے ہیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: چونکہ آپ لوگوں نے سچ بولا ہے ،اس لیے آپ لوگوں کا جواب بُرا نہیں، لیکن بے شک اللہ کے دین کی مدد و حمایت وہ لوگ کر سکتے ہیں جو اس کو ہر طرف سے حفاظت فراہم کر سکتے ہوں"۔ تو وہ جانتے تھے کہ نصرت کے معنی عرب و عجم پر حکومت اور ان کے ساتھ جہاد کرنا ہے۔ اس لیے عربوں سے قتال پر تو انہوں نے اتفاق کیا مگر فارس والوں (ایرانیوں) سے نہیں۔

3- پھر جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فیصلہ کیا تو بیعتِ عقبہ ثانیہ ہوئی جو مدینہ میں ریاست کے قیام کے لیے نصرت دینے پر ہوئی تھی۔ اس بیعت کے بعد ہی تیسرے مرحلے کا آغاز ہوا یعنی ریاست کا قیام۔

4- ان تمام سے یہ واضح ہوتا ہے کہ طلبِ نصرت تیسرے مرحلے سے پہلے تھی یعنی تفاعل کے مرحلے میں۔

5- حزب نے یہی کیا ، گزشتہ صدی کی چھٹی دہائی میں طلبِ نصرت کا کام شروع کیا اور اب تک مسلسل اس عمل میں کوشاں ہے، ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس امت کو ایسے انصار سے نوازے جو اولین انصار کی سیرت کو پھر سے تازہ کریں ،اور اسلامی ریاست قائم کی جائے ، خلافتِ راشدہ کی ریاست، اور رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا العقاب بلندیوں پر لہرایا جائے، اس دن مؤمنین اللہ کی نصرت پر خوشی منائیں گے۔۔۔۔۔۔۔ یہاں تک اسی جواب کو نقل کیا گیا جو پہلے بھی دیا گیا تھا۔

جہاں تک یہ بات ہے کہ حزب اس وقت کس مرحلے میں کھڑی ہے، تو یہ بھی مندرجہ بالا مضمون سے واضح ہوا، بلاشبہ یہ تیسرے مرحلے میں نہیں کھڑی ہے، کیونکہ اس مرحلے کا مطلب ہے، حکومت کو اپنے ہاتھ میں لینا اور عملی طور پر ریاست کی شکل میں اسلام کا جامع اور انقلابی نفاذ۔ اس مقصد میں اگرچہ حزب کو اب تک کامیابی نہیں ملی، مگر حزب مرحلہ تفاعل کے بالکل آخری سرے پر کھڑی ہے۔ حزب خلافتِ راشدہ کے قیام کے ذریعے اسلامی زندگی کو واپس لانے کے لیے اللہ کے اذن سے سنجیدگی سے کام کر رہی ہے، تاکہ انسانیت کو جہالت اور کفر کی اندھیروں سے نکال کر حق اور اسلام کی روشنیوں کی طرف لائے، اور حزب اس پر یقین رکھتی ہے کہ اللہ کے اذن سے ایسا ہو کر رہے گا، لیکن ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔

امید ہے کہ بات بالکل واضح ہو چکی اور منہج کے کتابچے میں مذکورہ پیراگراف کے متعلق آپ کا التباس ختم ہو گیا۔

آپ کا بھائی

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

22 رجب 1440 ہجری

مارچ 2019 عیسوی

ختم شد

سوال وجواب: ترکی کا روس سے ایس-400 میزائل سسٹم خریداری کا معاہدہ اور اس کے نتائج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واشنگٹن: امریکہ نے ترکی کو F-35 سٹیلتھ لڑاکا طیارے دینے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔۔۔ پینٹاگون کے ترجمان نے کہا، "ترکی کی جانب سے ایس-400 کی (روس سے) خریداری سے دستبردار ہونے سے انکار پر، ترکی کے F-35 کی آپریشنل صلاحیت سے متعلق ترسیل اور معاملات کو روک دیا گیا ہے"، مزید کہا کہ "ترکی سے اس اہم معاملے پر مذاکرات جاری ہیں"۔۔۔ (i24news.tv 1/4/2019

سوال:

ترکی کا روس سے ایس-400 کا معاہدہ ستمبر 2017 سے شروع ہے۔ اس وقت امریکہ نے اس پر اعتراض نہیں کیا تھا بلکہ فقط تحفظات کا ہی اظہار کیا تھا۔ ڈیڑھ سال کا عرصہ گزرنے کے بعد ایسا کیا ہوا کہ اس کا رویہ اتنا سخت ہو گیا کہ اس نے ترکی کو روس سے یہ معاہدہ کرنے پر دھمکی دی؟ جزاک اللہ خیر

جواب:

سوال کے جواب کی وضاحت کے لیے آئیں ہم مندرجہ ذیل نکات کا جائزہ لیتے ہیں:

1۔ 30 ستمبر 2015 کو امریکہ کی حمایت سے روس نے شام پر حملہ شروع کیا، "بمباری 29/9/2015 کو اوبامہ اور پوٹن کی ملاقات کے فوراً پہلے ہوئی جو 90 منٹ جاری رہی۔۔۔ ملاقات کا پہلا

30 ستمبر 2015 کو امریکہ کی حمایت سے روس نے شام پر حملہ شروع کیا، "بمباری 29/9/2015 کو اوبامہ اور پوٹن کی ملاقات کے فوراً پہلے ہوئی جو 90 منٹ جاری رہی۔۔۔ ملاقات کا پہلا حصہ یوکرین کے بحران پر تھا جبکہ دونوں صدور نے دوسرے حصے میں شام کی صورتِ حال پر توجہ دی۔ اس ملاقات کے نتائج فوراً سامنے آئے اور 30/9/2015 کو روسی فیڈریشن کی کونسل نے متفقہ طور پر پوٹن کی درخواست پر شام میں روسی فضائیہ کے استعمال کی اجازت دے دی۔۔۔" رشا ٹوڈے 30/9/2015)۔

حصہ یوکرین کے بحران پر تھا جبکہ دونوں صدور نے دوسرے حصے میں شام کی صورتِ حال پر توجہ دی۔ اس ملاقات کے نتائج فوراً سامنے آئے اور 30/9/2015 کو روسی فیڈریشن کی کونسل نے متفقہ طور پر پوٹن کی درخواست پر شام میں روسی فضائیہ کے استعمال کی اجازت دے دی۔۔۔" رشیا ٹوڈے 30/9/2015)۔ امریکہ جانتا تھا کہ اگر یہ جنگ طویل ہوئی اور مسائل نے روس کو گھیر لیا تو وہ امریکہ کے خلاف غیر متوقع اعمال کر سکتا ہے۔ لہٰذا وہ ترکی کے اردوان کو اپنی آنکھوں کے طور پر استعمال کرنا چاہا تاکہ روس کی حرکات و سکنات امریکہ کی مرضی کے مطابق ہی رہیں۔ لہٰذا اس نے ترکی کو روس کے ساتھ اتحاد میں شامل ہونے کا کہا تاکہ ترکی روسی حملوں کو قابو میں رکھ کر مطلوبہ حدود میں رکھ سکے، جس کے مطابق شام کے بحران کے حتمی حل کے امریکی منصوبے کے پایہ تکمیل تک پہنچنے تک ادلب میں جمع مزاحمت کو ختم نہ کیا جائے کیونکہ امریکی مزاحمت اور حکومت کے درمیان حتمی حل کے لیے مذاکرات چاہتا ہے۔

2۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ ترکی بظاہر واضح طور پر روس اور حکومت کے خلاف تھا، یعنی وہ دشمن تھے۔ معاملہ اس وقت مزید خراب ہو گیا جب 24 نومبر 2015 کو ترک پائلٹ نے روسی جہاز مار گرایا اور اردوان کامیابی کے تمغے سجانے لگا اور معافی مانگنے سے انکار کر دیا۔ چونکہ امریکہ ترکی کی روس سے مفاہمت چاہتا تھا اس لیے اس کی رائے تھی کہ ترکی معافی مانگے اور روس سے مل جائے، لہٰذا یہی ہوا۔ ترکی

کے یہ کہنے کے بعد کہ روسی جہاز نے فضائی حدود پامال کیں اور اس سلسلے میں اسے کسی معافی مانگنے کی ضرورت نہیں، لیکن اس کے بعد اس نے 27 جون 2016 کو معافی مانگی۔ (کریملن کے پریس سیکٹری، ڈمٹری پیسکو نے کہا: "ترکی کے صدر نے ہلاک ہونے والے روسی پائلٹ کے خاندان سے اظہار افسوس کیا اور معافی مانگی،" اور کہا، "اردوان ترکی اور روس کی روایتی دوستی کو بحال کرنے میں ہر ممکن قدم اٹھائے گا"۔ العربیہ 27/6/2016)۔ اس میں ایک معاوضہ بھی تھا (ترک کیمر کے میئر نے روسی کونسل سے جمعہ کو ہونے والی ملاقات میں ہلاک روسی پائلٹ کے خاندان کو انتالیا شہر میں مکان دینے کی بھی تجویز دی۔۔۔ رشیا ٹوڈے، 7/1/2016)۔ اس کے باوجود کہ پوٹن وہ دشمن تھا جس نے لوگوں پر بم گرائے، خصوصاً ترکمان پہاڑی پر، اس سے بات چیت ایک دوستانہ ماحول میں ہوئی۔ اردوان نے پوٹن سے فون پر 29 جون 2016 کو رابطہ کیا۔ (ترک صدارتی دفتر کے ذرائع کے مطابق، فون کال نہایت دوستانہ ماحول میں ہوئی۔۔۔ العربی الجدید 29/6/2016)۔ اور ترکی اور روس دوست بن گئے اور اردوان پوٹن کو اپنا دوست کہتا ہے، اس کے باوجود کہ روس مسلسل شام کے مسلمانوں پر بمباری کر رہا ہے!

3۔ لہٰذا دوستی بڑھتی گئی اور اردوان پوٹن سے معاہدے اور ملاقاتیں کرنے لگا۔ ہم نے 5 فروری 2017 کو ایک پچھلے سوال کے جواب میں کہا تھا: (ترکی امریکی خدمت میں ایک وفادار کی طرح یہ کردار

چونکہ ٹرمپ نے اپنی انتخابی مہم میں روس کی طرف نرمی دکھائی تھی، لہٰذا روس کا خیال تھا کہ ٹرمپ کے استقبالیہ کے بعد آستانا کانفرنس کرنے سے امریکہ اسے اہمیت دے گا اور اہم وفد بھیجے گا۔ روس بے صبری سے ٹرمپ کا کرسی صدارت پر بیٹھنے کا انتظار کر رہا تھا، اس امید پر کہ ٹرمپ کا وزیر خارجہ اس کانفرنس میں آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ روس آستانا کانفرنس کو، ٹرمپ کی حمایت کے ساتھ، شامی باغیوں اور بشار کی حکومت کے درمیان جامع امن کے مذاکرات کے آغاز کے طور پر دیکھتا تھا۔ لیکن یہ روس کی سیاسی بے وقوفی تھی کہ ٹرمپ روس کی حمایت کرتا ہے! لہٰذا روس نے واشنگٹن کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی، یہ سوچتے ہوئے کہ وہ ایک اعلیٰ درجے کے وفد کے ساتھ شرکت کرے گا۔ لیکن یہ روس کے منہ پر طمانچہ تھا جب امریکہ نے آستانا میں اپنے سفیر کو مبصر کے طور پر بھیج دیا!

ادا کرتا رہا، حتیٰ کہ صدر ٹرمپ کی 9 نومبر 2016 کو انتخاب جیتنے کے بعد بھی اور اس نے اس کے 20 جنوری 2017 کو دفتر سنبھالنے کے بعد بھی اس میں تبدیلی کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ چونکہ ٹرمپ نے اپنی انتخابی مہم میں روس کی طرف نرمی دکھائی تھی، لہٰذا روس کا خیال تھا کہ ٹرمپ کے استقبالیہ کے بعد آستانا کانفرنس کرنے سے امریکہ اسے اہمیت دے گا اور اہم وفد بھیجے گا۔ روس بے صبری سے ٹرمپ کا کرسی صدارت پر بیٹھنے کا انتظار کر رہا تھا، اس امید پر کہ ٹرمپ کا وزیر خارجہ اس کانفرنس میں آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ روس آستانا کانفرنس کو، ٹرمپ کی حمایت کے ساتھ، شامی باغیوں اور بشار کی حکومت کے درمیان جامع امن کے مذاکرات کے آغاز کے طور پر دیکھتا تھا۔ لیکن یہ روس کی سیاسی بے وقوفی تھی کہ ٹرمپ روس کی حمایت کرتا ہے! لہٰذا روس نے واشنگٹن کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی، یہ سوچتے ہوئے کہ وہ ایک اعلیٰ درجے کے وفد کے ساتھ شرکت کرے گا۔ لیکن یہ روس کے منہ پر طمانچہ تھا جب امریکہ نے آستانا میں اپنے سفیر کو مبصر کے طور پر بھیج دیا! لہٰذا آستانا مذاکرات 23 جنوری 2017 کو شروع ہوئے اور 24 جنوری 2017 کو بغیر کسی نتیجے کے ختم ہو گئے بلکہ وادی برادۃ میں بمباری تیز ہو گئی! بے شک یہ سب کسی سیاسی حل کے بغیر تھا۔ لہٰذا آستانا مذاکرات اس درجے سے نیچے تھے جو روس کی توقع تھی اور وہ جنگ بندی میں ناکام ہو گیا) **اختتام اقتباس**

4۔ یہ صورتحال 2017 کے آخر تک موجود رہی۔ روسی صورتحال خراب ہو گئی اور روس

نے ادلب میں مزاحمت کو ختم کرنے کی دھمکیوں کا آغاز کر دیا۔ یہ امریکہ کے لیے اہم تھا کیونکہ امریکہ کو ڈر تھا کہ روس ڈھیٹ ہو کر امریکہ کے قابو سے باہر نہ ہو جائے اور شامی بحران کے حتمی امریکی حل سے قبل ادلب پر آخری حملے کی تیاری نہ کر لے۔ اس وقت ترکی کو روس سے ایک اتحاد کی صورت میں دونوں کی مرضی کے برخلاف ملانا لازمی تھا تاکہ ادلب پر بڑے حملے کو روکا جا سکے، اور پھر 2.5 ارب ڈالر کی ایس-400 کا معاہدہ آیا جو روس کے لیے، خصوصاً اس کے معاشی بحران میں، دلچسپی کا باعث ہے۔ اردوان نے اس کی توجیح یوں دی کہ وسط جولائی 2016 میں حکومت کا تختہ الٹانے کی ناکام کوشش میں ترکی کے آدھے پائلٹ گرفتار ہو گئے اور اب ترک فضائیہ کے پاس ترکی کے F-16 طیارے اڑانے کے لیے موجود پائلٹ ناکافی ہیں۔ لہٰذا اسے روس کے ایس-400 میزائل حاصل کرنے کے معاہدے کی ضرورت ہے تاکہ لڑاکا طیاروں کے پائلٹوں کی کمی کا ازالہ کر سکے اور ترکی اپنے فضائی دفاع کے حوالے سے محفوظ ہو سکے۔

5۔ روس معاہدے سے خوش تھا کیونکہ اس کی توجہ حاصل ہونے والے مادی فائدے پر تھی۔ ترکی سے ایس-400 میزائل کا معاہدہ تقریباً 2.5 ارب ڈالر کا ہے۔ ماسکو یورپی امریکی پابندیوں اور تیل اور گیس کے بائیکاٹ سے ہونے والے نقصان کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ یہ معاہدہ روس اور ترکی کے درمیان ایک نیا تعلق ہے اور تب ترکی نے مشترکہ پیداوار کے معاہدے کو مکمل کرنے کی شرط رکھی۔ (ترک اخبار، اکشام، نے ترک وزیر خارجہ مولود اوگلو کے بیان کو پیر 9 اکتوبر 2017 کو نقل کرتے ہوئے کہا کہ اگر روس

> روس نے ادلب میں مزاحمت کو ختم کرنے کی دھمکیوں کا آغاز کر دیا۔ یہ امریکہ کے لیے اہم تھا کیونکہ امریکہ کو ڈر تھا کہ روس ڈھیٹ ہو کر امریکہ کے قابو سے باہر نہ ہو جائے اور شامی بحران کے حتمی امریکی حل سے قبل ادلب پر آخری حملے کی تیاری نہ کر لے۔ اس وقت ترکی کو روس سے ایک اتحاد کی صورت میں دونوں کی مرضی کے برخلاف ملانا لازمی تھا تاکہ ادلب پر بڑے حملے کو روکا جا سکے، اور پھر 2.5 ارب ڈالر کی ایس-400 کا معاہدہ آیا جو روس کے لیے، خصوصاً اس کے معاشی بحران میں، دلچسپی کا باعث ہے۔

نے ایس-400 میزائل نظام کی مشترکہ پیداوار پر حامی نہ بھری تو ان کا ملک دوسرے ملک سے دفاعی میزائل نظام کا معاہدہ کر سکتا ہے--- DW (9/10/2017)۔ روس نے مشترکہ پیداوار سے انکار کیا، لہٰذا ترکی پیچھے ہٹ گیا اور ادلب پر روسی حملے کو، جو دراصل شروع ہو چکا تھا، روکنے کے معاہدے پر تیار ہو گیا۔ (AFP۔ جمعہ/ہفتہ کی شب کو فضائی حملوں میں صوبے ادلب کے گاؤں ارمناز کے کم از کم 28 شہری ہلاک ہوئے۔ یہ علاقہ مشرقی مغربی شام کے ان علاقوں میں سے ہے جہاں معاملات بہتر ہو رہے ہیں۔ شامی مبصر برائے انسانی حقوق کے مطابق جمعہ کی رات کو 12 افراد ہلاک ہوئے--- ادلب صوبہ آستانا معاہدے کے مطابق ایسا علاقہ ہے جہاں حالات بہتر ہو رہے تھے لیکن پھر بھی روس نے وہاں حملہ کیا--- رامی عبدالرحمٰن، جو مبصر کے ڈائریکٹر ہیں، نے اس طرف اشارہ کیا: "جنگی جہازوں نے ادلب صوبے کے شمال مشرقی گاؤں، ارمناز کو دوسرے حملے میں نشانہ بنایا، جہازوں نے پہلے حملے کے علاقے کو اس وقت ہدف بنایا جب زخمیوں کو تباہ شدہ عمارتوں کے ملبے سے نکالا جا رہا تھا۔ دوسرے طرف مبصر نے کہا کہ صوبے میں مختلف علاقوں پر حملوں میں 13 شہری ہلاک ہوئے۔ ادلب صوبہ دو ہفتے تک روسی حملوں کا نشانہ بنا اور ایک اور شدید شامی حملے کا نشانہ بنا--- گلف نیوز (30/9/2017)۔ لہٰذا معاہدہ بغیر مشترکہ پیداوار کے طے پایا! اردوان نے یوکرین اور سربیا کے دورے سے واپسی پر کہا، "ایس-400 میزائلوں کے پہلے دور میں، جو اس کا ملک خریدے گا، مشترکہ پیداوار نہیں ہو گی، لیکن دوسرے دور میں، ہم مشترکہ پیداوار پر اقدامات کریں گے---" اور ایس-400 ایک دقیق میزائل ہے جو ہدف کو لمبے فاصلے سے نشانہ بنا سکتا ہے، اور بیک وقت 300 اہداف کا پیچھا کر سکتا ہے اور 3 سے 240 کلومیٹر کے فاصلے سے ہوائی جہاز کو تباہ کر سکتا ہے اور تمام طرح کے جنگی طیاروں اور دفاعی میزائلوں کو تباہ کر سکتا ہے--- اپنی تباہ کن صلاحیت کے علاوہ

ایس-400 نظام کو چلنے کے لیے تیار ہونے میں صرف 5 منٹ درکار ہوتے ہیں۔ یہ نظام روسی فوج کو 2007 میں دیا گیا تھا۔۔۔الجزیرۃ 29/12/2017۔

6۔ فطری طور پر امریکہ اس معاہدے پر آرام سے بیٹھا تھا اور تقریباً پیچھے ہی تھا، بجز اس کے کہ ترکی نیٹو کا رکن ہے۔ اور اس اتحاد میں ہتھیاروں کی تنظیم ایک مغربی تنظیم ہے جو روسی ہتھیاروں سے مطابقت نہیں رکھتی، خصوصاً ایس-400 سے، جو اتحاد کے مغربی نظام میں گھس سکتا ہے۔ لیکن امریکہ اور اتحاد نے دو وجوہات کی بنا پر نرم رویہ رکھا: اول یہ کہ امریکہ کو روس اور ترکی کی قربت کی ضرورت تھی اور ہے تاکہ روس کو شامی بحران کے حتمی امریکی حل کے مکمل ہونے تک ادلب پر حملے سے روکا جا سکے۔ اور دوئم یہ کہ جب تک ترکی نیٹو کا حصہ ہے، امریکہ اس معاہدے پر عمل درآمد روک سکتا ہے۔ امریکہ ترکی کو نیٹو کے مغربی نظام میں روسی نظام متعارف کروانے کی اجازت نہیں دے گا۔ ان دو وجوہات کی بنا پر امریکہ مطمئن رویہ اختیار کیے ہوئے ہے! (۔۔۔ واشنگٹن مسلسل ترکی کے ان میزائلوں کی خریداری پر تحفظات کا اظہار کر رہا ہے اور نیٹو کا ماننا ہے کہ انقرہ کے اس بیان کے بعد، کہ اس نظام کو نیٹو کا حصہ نہیں بنایا جائے گا، ترکی کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے ہتھیار لے سکتا ہے۔۔۔ الشرق الاوسط 28/12/2017۔

7۔ معاہدے کے نتیجے میں روس اور ترکی کے درمیان تعلقات کافی بہتر ہوتے گئے اور ادلب محاذ پر قدرے خاموشی رہی۔ روس کا ماننا تھا کہ ترکی سے یہ دوستی اور مشترکہ مذاکرات جلد ہی ایسا حل نکالیں گے جو روس کو اس کے مسئلے سے باہر نکال سکتا ہے۔ لیکن

امریکہ اور اتحاد نے دو وجوہات کی بنا پر نرم رویہ رکھا: اول یہ کہ امریکہ کو روس اور ترکی کی قربت کی ضرورت تھی اور ہے تاکہ روس کو شامی بحران کے حتمی امریکی حل کے مکمل ہونے تک ادلب پر حملے سے روکا جاسکے۔ اور دوئم یہ کہ جب تک ترکی نیٹو کا حصہ ہے، امریکہ اس معاہدے پر عمل درآمد روک سکتا ہے۔ امریکہ ترکی کو نیٹو کے مغربی نظام میں روسی نظام متعارف کروانے کی اجازت نہیں دے گا۔ ان دو وجوہات کی بنا پر امریکہ مطمئن رویہ اختیار کیے ہوئے ہے! (۔۔۔ واشنگٹن مسلسل ترکی کے ان میزائلوں کی خریداری پر تحفظات کا اظہار کر رہا ہے اور نیٹو کا ماننا ہے کہ انقرہ کے اس بیان کے بعد، کہ اس نظام کو نیٹو کا حصہ نہیں بنایا جائے گا، ترکی کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے ہتھیار لے سکتا ہے۔۔۔ الشرق الاوسط 28/12/2017۔

یہ صورتِ حال 2018 کے آخر تک تقریباً ایک سال رہی اور روس کے مسائل میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ امریکہ نے مذاکرات پر کوئی خصوصی توجہ نہیں دی، خصوصاً آستانا مذاکرات، اور وہ ایک مبصر کے طرح شامل ہوا، جیسے کہ اس نے اردن، یا قازغستان میں اپنے سفیر کو بھیجا! روس جانتا تھا کہ اگر امریکہ سنجیدگی سے شامل نہیں ہوتا تو مسئلے کا حل نہیں نکلتا۔ ایسا لگتا ہے کہ روس نے امریکی چال بھانپ لی اور ادلب پر حملے کا فیصلہ کیا۔ اپنی بے وقوفی کی وجہ سے، روس نے سوچا کہ ترکی اس کا ساتھ دے گا، لیکن اس کے انکار سے اسے دھچکا لگا اور پھر اس نے اپنی طاقت کا رخ بیر کوں کی طرف کر لیا! ہم نے اس صورتحال کو 22 ستمبر 2018 کے ایک پچھلے جواب میں بیان کیا تھا: "جب ادلب میں شامی عسکری انقلاب کو کچل دیا گیا، روس اپنی فوجی کاروائیاں جاری رکھنا چاہتا تھا؛ لہٰذا وہ اپنی فوجوں کو حرکت میں لایا اور بحیرہ روم میں بڑے بحری جہازوں اور اسٹریٹیجک فضائی لانچرز کے ذریعے فوجی مشقیں کیں اور اپنی تاریخ میں پہلے مرتبہ مشرقی بحیرہ روم کی فضائی حدود کو بند کر دیا۔ لیکن وہ شدید مسئلے میں پھنس گیا؛ روس پر وہ سب آشکار ہوا جو اس کے گمان میں نہیں تھا، مثلاً:

ا۔ ترکی ادلب پر ایک جامع حملے کے حق میں نہیں تھا۔ (ترک وزیر کی رائے میں "دہشت گردوں" کو پہچان کر لڑنا چاہیے اور ادلب پر ایک بڑے درجے کی جنگ شروع کرنا اور بغیر کسی تفریق کے بمباری کرنا درست نہیں) اِناب بلادی 14/8/2018۔ ترکی کا جنگ سے اختلاف ترکی، روس اور ایران کے صدور کی تہران کانفرنس میں کھل

کر سامنے آیا۔ ترکی نے روس سے غیر متوقع طور پر، ادلب پر جنگ اور نتیجاً آنے والے پناہ گزین کے ڈر کا اظہار کیا۔ اس نے روس کو شام کی سیاسی صورتحال کے حل کے لیے جنگ کو چننے پر شرمندہ کر دیا۔ (رجب طیب اردوان، ترک صدر نے جمعہ کو کہا کہ صوبے ادلب پر مسلسل حملے، جنہیں مزاحمت کنٹرول کر رہی ہے، شام میں سیاسی عمل کے خاتمے کا باعث بنیں گے۔۔۔ الیوم الثانی 7/9/2018)، اور روس کے ادلب پر حملے کی کوششوں کے خلاف امریکی لہجے کے سخت ہونے کے ساتھ ترکی نے ادلب میں کنٹرول کے مقامات پر ہتھیار نصب کر دیے ہیں؛ وہ مقامات جو معاہدے کے مطابق روس اور ایران کے ساتھ کشیدگی کو کم کرنے کے لیے طے کیے گئے تھے، (اتوار کو کچھ عینی شاہدین اور مقامی ذرائع نے سکائی نیوز عربیہ کو بتایا، ایک ترک فوجی قافلہ ترکی کی حدود کے ساتھ موجود ادلب شہر کی طرف گیا، جو علاقہ شامی باغی طاقتوں اور گروہوں کے قبضے میں ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ ترک فوجی قافلہ شامی علاقے میں کافرلوسن سے داخل ہو کر ادلب اور شام کے شمال کی طرف گیا، اس میں ٹینک، فوجی سامان اور بارود تھا۔۔۔ سکائی نیوز عربیہ 9/9/2018)۔

لہٰذا ترکی روس کے ادلب میں عسکری گروہوں کے خاتمے کے عزائم کی راہ میں ایک رکاوٹ بن گیا ہے۔ اسی وجہ سے اردوان اور پوٹن کے درمیان 16 ستمبر 2018 کو سوچی میں دوسری ملاقات ہوئی یعنی تہران ملاقات کے صرف نو دن بعد۔

ب۔ لہٰذا امریکہ یہ چاہتا ہے کہ روس شام میں پھنسا رہے، اور امریکہ کے اپنے منصوبوں کے تحت سیاسی حل کا نفاذ مکمل ہونے تک نکل نہ سکے۔

امریکہ یہ چاہتا ہے کہ روس شام میں پھنسا رہے، اور امریکہ کے اپنے منصوبوں کے تحت سیاسی حل کا نفاذ مکمل ہونے تک نکل نہ سکے۔ روس امریکہ کی اس پالیسی کو بھانپ چکا ہے اور شاید امریکہ کے اس کو شام میں پھنسانے کے اثرات کا ادراک کر چکا ہے۔ وہ واقعی اس میں پھنس چکا ہے اور امریکہ کی اجازت کے بغیر نہیں نکل سکتا، جس کے پاس شام میں اثر و رسوخ کے تمام لوازمات ہیں۔ اسی وجہ سے وہ اس حملے کو مکمل نہیں کر سکا جس کی تیاری اس نے ادلب میں بحران ختم کرنے کے لیے کی تھی کیونکہ (امریکی ایماء پر) ترکی نے اختلاف کر دیا اور ایران خاموش رہا۔

روس امریکہ کی اس پالیسی کو بھانپ چکا ہے اور شاید امریکہ کے اس کو شام میں پھنسانے کے اثرات کا ادراک کر چکا ہے۔ وہ واقعی اس میں پھنس چکا ہے اور امریکہ کی اجازت کے بغیر نہیں نکل سکتا، جس کے پاس شام میں اثر و رسوخ کے تمام لوازمات ہیں۔ اسی وجہ سے وہ اس حملے کو مکمل نہیں کر سکا جس کی تیاری اس نے ادلب میں بحران ختم کرنے کے لیے کی تھی کیونکہ (امریکی ایماء پر) ترکی نے اختلاف کر دیا اور ایران خاموش رہا۔ لہٰذا 7 ستمبر 2018 کو ایرانی ملاقات روس کے ادلب پر حملے کے منصوبے اور روسی طریقے سے بحران کے خاتمے کی اجازت دینے میں ناکام ہو گئی۔ اردوان اور پوٹن کی ملاقات کو کچھ ہی دن ہوئے تھے اور حملے کو ایک غیر عسکری (demilitarized) علاقے کے قیام سے بدل دیا گیا!

یہ امریکہ کی کرم نوازی سے تھا۔ نووستی نیوز ایجنسی نے 18 ستمبر 2018 کو ایک امریکی عہدیدار کا بیان نقل کرتے ہوئے بتایا: ("ہم روس اور ترکی کا خیر مقدم اور حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ وہ اسد حکومت اور ان کے اتحادیوں کی طرف سے ادلب صوبے پر فوجی حملے کی روک تھام کے لیے عملی اقدامات اٹھائیں۔۔۔" روسی صدر نے روس کی سیرگاہ، سوچی پر اپنے ترک ہم منصب سے ملاقات کے بعد کہا: "ہم نے اس سال یکم اکتوبر سے جنگی محاصرے سے 15 سے 20 کلومیٹر اندر تک ایک "غیر عسکری علاقے" پر اتفاق کیا ہے"۔ روسی وزیر دفاع، سرجئی شوئیگو نے روسی ایجنسیوں کو بتایا کہ یہ معاہدہ شام میں گروہوں کے مضبوط علاقوں پر حملے کو روک دے گا، جس کا کئی دنوں سے امکان تھا۔ انٹر فیکس اور ٹس ایجنسیوں کے مطابق ایک سوال کہ کیا اس معاہدے کا مطلب ہے کہ ادلب پر حملہ نہیں ہو گا،

کے جواب میں وزیر نے کہا "ہاں"۔ اس کے برعکس، دونوں صدور کی ملاقات کے بعد اردوان نے ایک پریس کانفرنس میں کہا: "ادلب میں غیر عسکری علاقے پر حملہ نہ ہونے کی یقین دہانی کے لیے روس ضروری اقدامات کرے گا" (فرانس 24 / AFP 17/9/2018)۔ لہٰذا روس نے ادلب پر بمباری روک دی اور اپنے بحری جہاز واپس لے گیا جو بحیرہ روم میں جنگی مشقیں کر رہے تھے۔ یعنی ادلب پر روسی حملہ روکنے میں ترکی اور اس کے پیچھے امریکہ کی دلچسپی دراصل امریکہ کا مفاد تھا، نہ کہ اس کا مقصد حکومت کو ادلب پہنچنے سے روکنا یا شہریوں کی حفاظت تھی، بلکہ یہ کہ جب امریکہ اپنا حل نافذ کرے تو روس کو مجبور کر ڈالے۔ تب ان کو ادلب، شہری و غیر شہری، غیر عسکری اور عسکری کے خون سے کوئی غرض نہیں ہو گی اور ان کی تاریخ شام کے مختلف علاقوں میں اس کا ثبوت ہے اور ان کے جرائم اچھی طرح جانے جاتے ہیں۔۔۔) اختتام اقتباس

8۔ اور تب امریکہ کو اس کے منصوبے کی یقین دہانی ہو گئی اور یہ کہ ترکی اس قابل ہے کہ شامی بحران کے امریکی حل کو مکمل ہونے سے قبل ادلب پر کسی بھی روسی حملے کو روک سکتا ہے؛ اور وہ حل یہ ہے کہ امریکہ موجودہ ایجنٹ کے بعد ایک ایسا نیا ایجنٹ ڈھونڈ لے جو موجودہ مزاحمت کے لیے قابلِ قبول ہو، جس کے لیے فطرتاً مزاحمت کو ادلب میں رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ امریکی منصوبے کے مطابق حکومت سے نئے انتظام / حکومت پر حمایت کے لیے بحث کی جا سکے، جس کے بعد امریکہ کو روس کے ساتھ ترکی کی حمایت کی ضرورت نہیں رہے گی۔ روس اس

امریکی منصوبے کے مطابق حکومت سے نئے انتظام / حکومت پر حمایت کے لیے بحث کی جا سکے، جس کے بعد امریکہ کو روس کے ساتھ ترکی کی حمایت کی ضرورت نہیں رہے گی۔ روس اس قابل نہیں کہ رائے عامہ بنا کر ادلب پر حملہ کر سکے اور اس لیے امریکہ ایس-400 کے ترک-روس معاہدے پر خاموش رہا۔ اس لیے اب ترکی کی طرف امریکہ کا رویہ سخت اور دھمکی آمیز ہے کہ اگر وہ مغربی نیٹو نظام میں اس روسی میزائل نظام کی اجازت دیتا ہے، تو معاہدے کے خلاف امریکی مؤقف سخت ہو جائے گا۔ شروع میں یہ نرم تھا، کیونکہ امریکہ یہ چاہتا تھا کہ ترکی روس کے قریب ہو جائے جب 2017 میں یہ معاہدہ ہوا، لیکن اب 2019 میں یہ ضرورت ختم ہو گئی ہے۔

قابل نہیں کہ رائے عامہ بنا کر ادلب پر حملہ کر سکے اور اس لیے امریکہ ایس-400 کے ترک-روس معاہدے پر خاموش رہا۔ اس لیے اب ترکی کی طرف امریکہ کا رویہ سخت اور دھمکی آمیز ہے کہ اگر وہ مغربی نیٹو نظام میں اس روسی میزائل نظام کی اجازت دیتا ہے، تو معاہدے کے خلاف امریکی مؤقف سخت ہو جائے گا۔ شروع میں یہ نرم تھا، کیونکہ امریکہ یہ چاہتا تھا کہ ترکی روس کے قریب ہو جائے جب 2017 میں یہ معاہدہ ہوا، لیکن اب 2019 میں یہ ضرورت ختم ہو گئی ہے۔

9۔ اس سخت مؤقف میں یہ شامل ہیں:

ا۔ امریکہ اور نیٹو حکام نے انقرہ کو خبردار کیا کہ روسی نظام (نیٹو) اتحاد کے میزائل نظام میں شامل نہیں کیا جا سکتا اور ایس-400 کی خریداری امریکی "لاک ہیڈ مارٹن" سے ترکی کی F-35 کے حصول کے امکانات کو کمزور کر دے گی اور واشنگٹن کی طرف سے پابندیاں بھی لگ سکتی ہیں۔۔۔ سکائی نیوز عربیہ (26/2/2019)

ب۔ وزارتِ دفاع کے ترجمان چالز سمرز نے جمعہ 8 مارچ 2018 کو اعلان کیا کہ اگر ترکی نے روسی دفاعی نظام خریدا تو اسے سخت نتائج کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے اور پینٹاگان میں ایک نیوز کانفرنس میں مزید کہا: "اگر ترکی نے ایس-400 لیے تو ہمارے عسکری تعلقات اور پیٹریاٹ اور F-35 کی فراہمی کے لحاظ سے سنگین نتائج ہو سکتے ہیں،" (DW 8/3/2019))۔

ج۔ امریکی وزارتِ خارجہ کے ایک عہدیدار نے منگل کو کہا کہ امریکہ نے ترکی کو بتادیا ہے کہ اگر اس نے ایس-400 کے معاہدے میں پیش رفت جاری رکھی، تو وہ اس کی F-35 پروگرام میں شمولیت کے لیے اور واشنگٹن کے ساتھ مستقبل میں کسی ہتھیاروں کے معاہدے کے لیے خطرہ ہے۔ ترکی کو F-35 کی ترسیل روکنے کے اولین امریکی عمل میں، پنٹاگون کے ترجمان نے پیر کو کہا کہ امریکہ نے انقرہ کو ان جہازوں سے متعلق پرزوں کی ترسیل روک دی ہے۔۔۔ دو ذرائع نے رائٹرز کو بتایا کہ پچھلے کچھ دنوں میں امریکی عہدیداران نے اپنے ترک ہم منصبوں کو بتایا کہ اب وہ F-35 سے متعلق ان پرزہ جات کی دیگر ترسیل موصول نہیں کریں گے جو لاک ہیڈ مارٹن کے تیار کردہ سٹیلتھ طیاروں کی تیاری کے لیے ضروری ہیں۔ پنٹاگون کے ایک ترجمان، لفٹیننٹ کرنل مائک انڈریوز نے ایک بیان میں کہا: "ترکی کے ایس-400 کی خریداری کو چھوڑ دینے کے ایک واضح زیرِ التواء فیصلے کے پیشِ نظر، ترکی کے F-35 کی آپریشنل صلاحیت سے متعلق ترسیل اور معاملات کو روک دیا گیا ہے" العربیہ نیت (2/4/2019)۔

د۔ امریکی نائب وزیر خارجہ رابرٹ پلاڈینو نے کہا کہ واشنگٹن معاہدے کے بارے میں پریشان تھا اور زور دیا کہ ترکی کے ساتھ F-35 کی مشترکہ پیداوار اور مستقبل کے ہتھیاروں کے معاہدوں پر ممکنہ نظر ثانی کی جائے۔ اس نے مزید کہا کہ ریاست اور نجی ادارے اور افراد جو ایس-400 کی خریداری میں شامل تھے، ان کو CAATSA ایکٹ کے تحت ممکنہ پابندیوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ کرد سٹریٹ (11/3/2019)۔

امریکی وزارتِ خارجہ کے ایک عہدیدار نے منگل کو کہا کہ امریکہ نے ترکی کو بتادیا ہے کہ اگر اس نے ایس-400 کے معاہدے میں پیش رفت جاری رکھی، تو وہ اس کی F-35 پروگرام میں شمولیت کے لیے اور واشنگٹن کے ساتھ مستقبل میں کسی ہتھیاروں کے معاہدے کے لیے خطرہ ہے۔ ترکی کو F-35 کی ترسیل روکنے کے اولین امریکی عمل میں، پنٹاگون کے ترجمان نے پیر کو کہا کہ امریکہ نے انقرہ کو ان جہازوں سے متعلق پرزوں کی ترسیل روک دی ہے۔۔۔

10۔ معاہدے کے حمایت کی امید ان ممکنات کے درمیان موجود ہے:

ا۔ ترکی یہ فیصلہ کرے کہ اس نے معاہدہ نہیں کرنا کیونکہ اس کے امریکہ سے قریبی سیاسی اور اقتصادی روابط ہیں، اور ایس-400 معاہدے کی جگہ برابر کرنے کے لیے وہ روس سے TACTICAL ہتھیار جیسے ہیلی کاپٹر خریدے۔ ایسے ہتھیاروں پر امریکہ یا نیٹو کا رویہ دشمنی والا نہیں ہو گا۔ پھر ترکی اپنی حفاظت کے لیے دفاعی سامان لے سکے گا۔ قائم مقام امریکی وزیر دفاع پیٹرک شیناہن نے منگل کو پینٹاگون میں رپوٹروں کو بتایا: "مجھے امید ہے کہ ہم مسئلہ حل کر لیں گے تاکہ ترکی کے پاس مناسب دفاعی سامان ہو جیسے پیٹریاٹ اور F-35"۔ العربیہ نیت (2/4/2019

ب۔ امریکہ "یونانی حل" پیش کرے،

یعنی روسی میزائل ڈپو میں پڑے زنگ آلود ہوتے رہیں جس کے بدلے امریکہ سے پیٹریاٹ بیٹریاں خریدی جائیں جن کی قیمت 3.5 ارب ڈالر ہے۔ یونان میں روسی میزائیلوں کی کہانی کا پس منظر یہ ہے کہ ماسکو نے دراصل وہ قبرص کو بیچے جس نے ان کی قیمت ادا کی، لیکن انقرہ کے شدید اعتراضات نے ایتھنز کو انھیں رکھنے پر مجبور کیا تاکہ ترکی کے ساتھ کوئی سنجیدہ بحران نہ کھڑا ہو جائے۔ جس کا مطلب ہے کہ ترکی روسی میزائلوں کے لیے یہ قیمت 3.5 ارب ڈالر کے اوپر اضافی ادا کرے گا! یقیناً یہ ڈونلڈ ٹرمپ کے لیے اچھا ہے، لیکن یہ زیادہ قیمت ترک حکومت کو ترک حزب اختلاف کے حملوں کے سامنے کر دے گی، جن کے پاس یہ حق ہو گا کہ حکومتی خارجہ پالیسیوں کی غلطیوں کی وجہ سے ترک لوگوں کا پیسہ ضائع کرنے پر حکومت پر الزام تراشی کی جائے۔

بقیہ صفحہ 19 پر

پی ٹی آئی پراجیکٹ ناکام ہو گیا ہے۔
اگر اب بھی نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کا وقت نہیں آیا تو کب آئے گا؟

پریس نوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پی ٹی آئی پراجیکٹ کو ابھی 9 مہینے بھی نہیں ہوئے کہ ملک ایک ہیجان سے دوچار ہے، وفاقی کابینہ میں زبردست ردوبدل کیا گیا ہے اور وزیر خزانہ کو ایسے وقت میں ہٹا دیا گیا ہے جب آئی ایم ایف سے مذاکرات جاری ہیں اور اگلا بجٹ محض چند ہفتوں کی دُوری پر ہے۔ عجلت کے ساتھ جس شخص کو وزارتِ خزانہ چلانے کے لیے لایا گیا ہے وہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ ہیں جن کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک نئے "معین قریشی" ہیں اور عالمی استعماری اداروں کی پسندیدہ شخصیت ہیں، جو آنے والے مہینوں میں آئی ایم ایف کی مزید کمر توڑ شرائط کو پاکستان کی کمر پر لادیں گے، ایسی شرائط کہ جن کی وجہ سے پہلے ہی پاکستان کی معیشت کا جنازہ نکل چکا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ یہ ناکامی صرف اسد عمر یا عمران خان، یا پی ٹی آئی کی نہیں بلکہ یہ نظام کی ناکامی ہے، یہ جمہوریت کی ناکامی ہے، لیکن حکومت اس کا مداوا چہروں کی تبدیلی کے ذریعے کر رہی ہے۔ جمہوریت کی اس واضح ناکامی کا مداوا یہ نہیں کہ مزید جمہوریت عوام کے حلق سے نیچے اتاری جائے اور ایک مرتبہ پھر محض چہروں ہی کو تبدیل کر دیا جائے۔

اے پاکستان کے مسلمانو اور خصوصاً افواج میں موجود مسلمانو!

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں خبردار کیا ہے،

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ

" اور جو میری نصیحت (قرآن) سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور روزِ قیامت ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے" (طہ، 20:124)۔

ہماری بدحالی اور مصائب کی بنیادی وجہ جمہوریت ہے۔ ہمارے بڑھتے ہوئے غصے کی وجہ سے جمہوریت کو بچانے کے لیے ایک بار پھر چہرے تبدیل کر کے ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جمہوریت وہ نظامِ حکمرانی ہے جس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نازل کردہ وحی کی بجائے انسانوں کی مرضی و خواہشات کے قوانین نافذ کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہم کیسے یہ تصور کر سکتے ہیں کہ ایک اور جمہوری دور ہمارے لیے خوشحالی اور رحمتوں کا باعث بنے گا جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ،

وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَآ أَنزَلَ اللَّهُ وَلاَ تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَن بَعْضِ مَآ أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ

" اور جو (حکم) اللہ نے نازل فرمایا ہے اسی کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کرنا اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرنا اور ان سے بچتے رہنا کہ کسی حکم سے جو اللہ نے تم پر نازل فرمایا ہے یہ کہیں تم کو بہکا نہ دیں" (المائدہ، 5:49)۔

جمہوریت وہ نظام ہے جس میں انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین سے رہنمائی لی جاتی ہے اور یہی نظام استعماری طاقتوں سے ہدایات لینے کا چور راستہ فراہم کرتا ہے۔ تو ہم کیسے یہ تصور کر سکتے ہیں کہ اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر جمہوریت کی ہدایت قبول کرنے پر ہمیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو گی جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اعلان کیا ہوا ہے کہ،

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ

" رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور جس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں" (البقرۃ، 2:185)؟

آئیں ہم اس بات کو یقینی بنائیں کہ پی ٹی آئی حکومت کے نو ماہ کا تجربہ جمہوریت کی غلط رہنمائی اور بدحالی کا آخری تجربہ ہو۔ آئیں ہم سب اس بات کو یقینی بنائیں کہ نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت کے قیام کے ذریعے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نازل کردہ وحی کی بنیاد پر حکمرانی قائم ہو۔ یہی وقت ہے کہ ہم افواج میں موجود اپنے والد، بھائیوں اور بیٹوں سے یہ مطالبہ کریں کہ وہ خلافت کی دعوت کے علمبرداروں کو نُصرۃ فراہم کر کے ہمیں جمہوریت کے ظلم و جبر سے نجات دلائیں تا کہ بالآخر ہم پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نازل کردہ وحی کی بنیاد پر حکمرانی کا دور شروع ہو۔ امام احمد نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ

"پھر جابرانہ حکمرانی کا دور ہو گا اور اس وقت تک رہے گا جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر جب اللہ چاہے گا اسے ختم کر دے گا۔ پھر نبوت کے طریقے پر خلافت ہو گی۔ اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے"۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

ختم شد

پی ٹی آئی پروجیکٹ ناکام ہوگیا ہے

MUKHTIYAR CHICKEN AND KABAB
MARHABA SHOES
BROTHERS HOUSE

مسلم دنیا میں اردو بولنے والوں کے لیے

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی اردو ویب سائٹ

www.hizb-ut-tahrir.info/info/urdu.php

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی ایک اردو ویب سائٹ ہے جس کو www.hizb-ut-tahrir.info کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی امت میں اردو بولنے، لکھنے اور سمجھنے والے کروڑوں مسلمانوں کے لئے یہ اردو ویب سائٹ معلومات حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس ویب سائٹ پر پوری مسلم دنیا میں خلافت کے قیام کے لیے کام کرنے والی جماعت حزب التحریر کی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک مختلف ولایات کی جانب سے جاری کی گئیں پریس ریلیز زاور لیفلٹ دیکھے جاسکتے ہیں۔اس کے علاوہ اس ویب سائٹ پر مسلم دنیا میں حزب التحریر کی خلافت کے قیام کی زبردست جدوجہد کے حوالے سے تحریریں، تصاویر، آڈیوز اور ویڈیوز بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ اس ویب سائٹ کے ذریعے حزب التحریر کے امیر، مشہور رہنما اور فقیہ، شیخ عطا بن خلیل ابوالرَشتہ سے سوالات بھی پوچھے جاسکتے ہیں۔

یقیناً اردو زبان کی موجودگی خلافت کا تحفہ ہے کیونکہ یہ زبان ریاستِ خلافت کی مسلم افواج کی فوجی چھاؤنیوں میں وجود میں آئی تھی جن میں ترکی، فارس، عرب اور برِصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے مسلمان موجود ہوتے تھے۔درحقیقت لفظ اردو ترک زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "لشکر" کے ہیں۔آج کے دن تک اردو کا رسم الخط، اس کے الفاظ اور طرزِ تحریر قرآن اور خلافت کی سرکاری زبان عربی پر بے حد انحصار کرتی ہے۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان اردو زبان استعمال کرنے والے صحافیوں، میڈیا اور سوشل میڈیا کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ حزب التحریر کی جدوجہد اور کام سے مسلسل آگاہی کے لیے اس بہترین ویب سائٹ کو استعمال کریں۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس